SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 14, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past ten in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا مس الانسان الضرد عانا لجنبه اوقاعدًا او قآيماً فلما
كشفنا عنه ضره مركان لَم يد عنا الیٰ ضر مسه كذ لک
زين للمسرفين ما كانو ايعملونO

ترجمہ: اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر سوالات کے بعد ہوتا ہے۔ جی عباسی صاحب۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 14, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past ten in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا مس الانسان الضرد عانا لجنبه اوقاعدًا او قآىِماً فلما
كشفنا عنه ضره مركان لّم يد عنا الىٰ ضر مسه كذ لك
زين للمسرفين ما كانو ايعملونO

ترجمہ: اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا (ہر حال میں) ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو (بے لحاظ ہو جاتا اور) اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے گئے ہیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی- جناب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین- پوائنٹ آف آرڈر سوالات کے بعد ہوتا ہے۔ جی عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب والا! ایک ضروری بات ہے ۔

جناب چیئرمین۔ کس بارے میں ۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب! کل جو سینٹ کے اندر کارروائی ہوئی ہے ۔ میں نے مہران بنک کے بارے میں سوال کیا ۔

جناب چیئرمین۔ یہ سوالات کے بعد ۔ جی آپ کا کیا معاملہ ہے ۔

جناب محمد زاہد خان۔ جی اخبار کے بارے میں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ سوالات کے بعد کریں ۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب والا! یہ بہت اہم بات ہے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ سب اہم باتیں ہیں ۔ سوالات کے بعد کریں ۔ برائے مہربانی زاہد صاحب سوالات کے بعد کریں۔ بیٹھ جائیں ۔بیگم صاحبہ آپ جناب مشاہدحسین صاحب کے سوالات کے جواب دیں گی ۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جی ہاں۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین۔ سوال نمبر 87 حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

87. * Haji Javed Iqbal Abbasi: Will the Minister for Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs be pleased to state the steps being taken by the Government for the promotion of tourism in the area of Galliat District Abbottabad, N.W.F.P?

Minister for Culture, Sports, Tourism and Youth affairs: The steps being taken by the Government for the promotion of Tourism in the areas of Galliat District Abbottabad N.W.F.P. can be enumerated as under:-

(i) A motel at Ayubia consisting of 24 rooms and other ancillary facilities is being operated by PTDC.

(ii) One chair lift at Ayubia has been installed in the public sector.

(iii) Areas of Galliat are already well developed touristically having excellent roads, communication system and other infrasturcture facilities.

(iv) Under the Government policy of encouraging private sector investment, this sector has established following number of hotels in the areas of Galliat, District Abbottabad, NWFP:-

Number of hotels

Area	1995	1996	Increase in one year
Galliat District. Abbottabad			
Abbottabad	19	22	3
Ayubia	5	5	----
Nathia Gali	13	15	2
Total	37	42	5
NWFP (Excluding Galliat, District Abbottabad.	319	351	5
Total NWFP:	356	393	37

جناب چیئرمین: چلیں پہلے بیگم صاحبہ اس کا جواب آپ پڑھ دیں so that we know what it is about. If you can just read this answer.

Syeda Abida Hussain: Right, sir. The steps being taken by the Government for the promotion of Tourism in the areas of Galliat, District Abbottabad, N.W.F.P. can be enumerated as under:-

(i) A motel at Ayubia consisting of 24 rooms and other ancillary

facilities are being operated by the PTDC.

(ii) One chair lift at Ayubia has been installed in the public sector.

(iii) Areas of Galliat are already well developed touristically having excellent roads, communication system, and other infrastructure facilities.

(iv) Under the Government's policy of encouraging private sector investment, this sector has established following number of hotels in the areas of Galliat, District Abbottabad, NWFP. And then Mr. Chairman, the list is given there.

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال ۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو نجی شعبے میں ہوٹل قائم کئے گئے
ہیں ان کے لئے جو پلاٹ مہیا کئے گئے ہیں آیا گورنمنٹ نے کس ratio سے، کس حساب سے،
کس طریقہ کار سے دیئے ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایوبیہ کے علاوہ اور بھی کہیں chair lift لگانے
کے لئے علاقہ گلیات میں حکومت کی کوئی تجویز ہے کہ وہاں chair lift لگائی جائے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ اس میں سے تو نہیں ہے but do you have answer to this
بیگم صاحبہ۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا جو پہلا حصہ ہے اس کے لئے تو fresh notice کی
ضرورت ہوگی۔ جو دوسرا حصہ ہے اس کے بارے میں عرض کرسکتی ہوں کہ حکومت کی جانب
سے کیا کیا منصوبے ہیں۔ جو کہ تیار ہو رہے ہیں۔ اس میں ایک سوات میں مالم جبہ scheme cum
summer resort اس کا approved cost 113.790 million ہے اور اس facility میں 52
کمرے ہیں، chair lift, training lift, key lift ہے ۔ پھر قراقرم ہائی وے کے ساتھ ایک جگہ
ہے بشام وہاں tourist accommodation ہے یہ facility 3.211 million کی ہے، یہاں پر 17
کمروں کی addition ہو رہی ہے اور dining hall, kitchen facilities extend ہو رہی ہیں۔ یہ
camping side ناران پر develop ہو رہی ہے، اس کا تخمینہ ہے 3.600 million ۔ یہاں پر 15
کمروں کی رہائشی سہولت قائم کی جارہی ہے۔ ایک PTDC Motel ہے کالام میں، جہاں پر 20

کروں کا اضافہ کیا جا رہا ہے اور ایک tourist complex ہے ایوبیہ میں' جہاں 10 کروں کا اور ریستوران کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ road side facilities programmes کے plans ہیں ' بنگرام اور چھتر کے مقام پر۔ اور اسی طرح سے extension of motels at Ayubia کا ایک project ہے اور ایک پھر بشام کی further development and extension کا phase II ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس کا مطلب ہے جاوید اقبال عباسی صاحب کہ یہ جو آپ Chair lift کی بات کر رہے ہیں ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب میں نے جو پہلا سپلیمنٹری کیا ہے اس میں' میں نے یہ کہا ہے کہ علاقہ گلیات میں جو ہوٹل پرائیویٹ سیکٹر میں بن رہے ہیں ان کے لئے جو پلاٹ دیئے گئے ہیں آیا وہ نیلامی کی صورت میں دیئے گئے ہیں ' کیا گورنمنٹ نے-----

جناب چیئرمین۔ اس کے لئے fresh notice چاہیئے اور دوسرا جو آپ نے سوال کیا اس کا جواب انہوں نے تفصیل سے دے دیا ہے کہ Chair lift کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب ملک عبدالرؤف صاحب۔

ملک عبدالرؤف۔ جناب اس میں لکھا ہوا ہے ایبٹ آباد' ایوبیہ ' نتھیا گلی تو علیحدہ ہے صرف ایبٹ آباد میں 19 ہوٹل لکھے ہوئے ہیں۔ تو یہ وزیر صاحبہ فرمائیں گی کہ یہ 19 ہوٹل ایبٹ آباد میں کس جگہ پر ہیں ' ان کے نام کیا ہیں۔ ہمیں تو وہاں پر یہ ہوٹل نظر نہیں آتے۔

جناب چیئرمین۔ بیگم صاحبہ اس کی تفصیل آپ کے پاس ہو گی؟

سیدہ عابدہ حسین۔ جی نہیں' جناب والا ! اس کی تفصیل تو میرے پاس نہیں ہے ' کیونکہ یہ private hotels ہیں۔ اس کی تفصیل حاصل کر کے پیش کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ دوسرے ممالک میں اس پر بہت توجہ دی جاتی ہے لیکن unfortunately ہمارے ہاں tourism پر ' اگر آپ اپنے پانچ سالہ منصوبے کو دیکھیں تو ایک percent سے بھی کم رقم اس کے لئے رکھی جاتی ہے ' تو

ہماری tourism ایسی ہے کہ northern areas میں اس tourism کو بہت زیادہ promote کر کے ہم زر مبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔ تو جناب والا کیا فاضل وزیر یہ بتائیں گی کہ اس کی طرف توجہ کیوں کم ہے اور اس کے لئے کیا اقدامات کریں گی۔

جناب چیئرمین۔ جی بیگم عابدہ حسین۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا ! سینیٹر صاحب درست فرما رہے ہیں کہ سیاحت کا شعبہ جو ہے اس پر ہمارے ہاں جتنی توجہ دی جانی چاہیئے تھی اتنی نہیں دی گئی۔ موجودہ حکومت میں یہ معاملہ ازسرنو زیر غور ہے اور ایک منصوبہ وسیع پیمانے پر بنایا جا رہا ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ اس کے باعث یہاں پر tourism بڑھے گا اور tourist facilities کو بھی expand کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ جی عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ ۔ It is mentioned that the resort at Malm Jabba اس کے متعلق تو یہ ہے کہ وہ گزشتہ 15 سالوں سے بنا ہوا ہے مگر ابھی تک کمیشن نہیں ہوا ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کب کمیشن کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ جی بیگم عابدہ حسین۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا! اس کی commissioning کی date کے بارے میں یا اس کے period کے بارے میں میرے پاس information نہیں ہے ، یہ حاصل کر کے پہنچا دی جائے گی۔

جناب چیئرمین ۔ یہ بڑا پرانا project ہے۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جی ہاں بہت پرانا project ہے۔

Mr. Chairman: It has been, I would say ,the victim of bureaucratic red tape. At one time they also wanted to give it to a private party but then this did not succeed and I think, this requires the attention of the government, it is a very valuable project which is going waste.

جناب چیئرمین۔ جی زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان ۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میرا بیگم صاحبہ سے سوال یہ ہے کہ اس میں سوات، کالام اور بشام کی بات تو کی ہے لیکن دیر اور چترال کے لئے کیا حکومت کا کوئی پروگرام ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب بیگم صاحب۔

سیدہ عابدہ حسین ۔ جناب والا! جیسے کہ آپ نے فرمایا کہ بہت سے منصوبے bureaucratic red tapism کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مالم جبہ کا منصوبہ ان میں سے ہے اور ہماری جو بہت حسین وادیاں ہیں، جیسے کہ دیر بہت حسین وادی ہے، چترال بھی بہت حسین وادی ہے۔ یہاں پر بھی منصوبے بنتے رہے ہیں جن میں زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی لیکن موجودہ حکومت کا جو منصوبہ ہے وہ یہی ہے کہ جس حد تک ممکن ہو سکے private sector کو facilitate کیا جائے کہ tourists facilities کو ان areas میں expand کیا جائے اور گورنمنٹ transportation plan جو ہے وہ co-ordinate کرے with the opening up of new tourists facilities.

جناب چیئرمین۔ جی جناب جمیل الدین عالی صاحب۔

جناب جمیل الدین عالی ۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ صفحہ 2 کی طرف دلاؤں گا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ NWFP excluding Galiat and Distt. Abbottabad اور اس کے سامنے ہے 1995 میں 319 اور اس کے بعد ہے 351۔ اس کے اوپر ہے Number of Hotels اور اس کے بعد تھا column.increase in one year اس کو blank کر دیا گیا ہے جبکہ 32 آتا ہے۔ لیکن possibly nobody cares for it ۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں اور چاہوں گا کہ وہ چیک کرائیں اپنے دفتر سے کہ یہ 319 ہوٹل NWFP میں کسی کو نظر نہیں آتے۔ کیا یہ وہ ہیں دھابے، یا چھوٹے چھوٹے ریسٹورنٹ ، یہ locally تو ہوٹل بول دیا جاتا ہے لیکن what does the Ministry means by hotel کیونکہ اگر یہ چیز چھپی اور باہر کے لوگوں کو پتہ چلے کہ صرف سرحد میں 319 ہوٹل ہیں تو جناب والا! بڑی traffic ہو سکتی ہے۔ تو کیا تعریف ہے ہوٹل کی۔ جناب والا! ایک ریسٹورنٹ کو، گورنمنٹ ہوٹل تو نہیں کہہ سکتی۔

جناب چیئرمین۔ اس کی تفصیل تو بیگم صاحبہ بتائیں گی۔ جب کوئی بھی جاتا ہے حکومت کے پاس کہ میں نے ریسٹورنٹ بنانا ہے، ہوٹل بنانا ہے مجھے کوئی loan facility دے دی جائے، مجھے کچھ اور facilities دے دی جائیں تو گورنمنٹ assist کرتی ہے۔

جناب جمیل الدین عالی ۔ جناب والا! ضرور دی جائیں بلکہ تمام facilities دی جائیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہم PIDC کی طرح۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ بنا بنا کے پھر پرائیویٹ سیکٹر کو انہی terms پر ایسے اچھے ہوٹل اور ریسٹورنٹ دینے چاہییں۔

Mr. Chairman: Yes, Begum sahiba what do you think of this suggestion?

Syeda Abida Hussain: I think it is a very good suggestion, Mr. Chairman. We know that all over the world hotels are usually starred. You have one star hotels going up to six star hotels and so on. In our country the entire hotel industry is still on a modest scale and any thing that applies any institutional mechanisam, that approaches Government for permission to rent out rooms and have a catering facility, is declared a hotel. This is not a reflection necessarily on the quality of the place and I think that the Pakistan Tourism is now in process of grading its hotels and of course the better known hotels are graded internationally, but locally also there is the development of a directory which grades these hotels.

Mr. Chairman: But I think this needs to be looked into because I have not seen 19 or 22 hotels in Abbottabad in 1996.

مجھے تو نظر نہیں آئے، جاوید اقبال عباسی صاحب وہاں کے رہنے والے ہیں، کیوں آپ کو 19 ہوٹل نظر آئے ہیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔ نہیں جی وہاں تو پرائیویٹ چھوٹے چھوٹے ہوٹل ہیں۔ ایسے 19 ہوٹل تو کوئی نہیں نظر آئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ پہلے اور لوگ پوچھ لیں پھر آپ پر آتے ہیں۔ دیکھیں جی کل بھی بھنڈر صاحب نے شکایت کی تھی کہ ایک ایک سوال پر اتنے اتنے supplementaries ہوتے ہیں۔ لیکن آج سوال ہی کم ہیں تو آج تھوڑا سا، جناب سرانجام صاحب کی بات سنتے ہیں کہ ان کو بڑا شوق ہے ان چیزوں کا۔ let's see what he is saying۔

جناب سرانجام خان: جناب چیئرمین! مالم جبہ، جس کا ابھی انہوں نے ذکر کیا ہے۔ مالم جبہ کا skiing resort کم از کم چھ، سات سال سے تیار پڑا ہے۔ کبھی ہم سنتے ہیں کہ اس کو privatise کیا جا رہا ہے، کبھی سنتے ہیں کہ گورنمنٹ چلائے گی۔ یہ آسٹریا اور پاکستان گورنمنٹ کی collaboration سے بنا تھا۔ اب وہاں سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ وہ سیدو شریف کے سب سےنزدیک مقام ہے، تو وہاں پر نہ وہ ہوٹل چلایا جا رہا ہے، نہ وہ skiing resort کو کام میں لایا جاتا ہے۔ چیئر لفٹ بھی لگی ہوئی ہے۔ وہاں بھی پابندی یہ لگائی گئی ہے کہ عام آدمی وہاں زمین نہیں خرید سکتا ہے۔ اب یا تو اس ہوٹل کو skiing resort declare کر کے کسی کے حوالے کیا جائے، کیونکہ اس کا سارا سامان آ چکا ہے۔ ابھی تک یہ جھگڑا ہے کہ یہ کس کے پاس جائے گا؟ آیا یہ پرائیویٹ سیکٹر میں جائے گا یا اس کو آسٹرین گورنمنٹ اور پاکستان گورنمنٹ مل کر چلائے گی۔ اگر وہ نہیں چلاتے، اس کو privatise کر رہے ہیں تو لوگوں کو اجازت دی جائے کہ وہاں لوگ اپنے گھر بنا سکیں۔ میرا اپنا وہاں پر پلاٹ ہے لیکن مجھے گھر بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے اس سے بہت پہلے یہ زمین خریدی تھی، لیکن وہاں پر یہ پابندی لگی ہوئی ہے۔

دوسری بات جناب والا! مالم جبہ سے تھوڑا آگے، اسی کالام اور بحرین روڈ پر، ایک دوسرا جبہ ہے جس کو مانکیال جبہ کہتے ہیں۔ وہاں پر بھی PTDC نے ہوٹل شروع کیا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس تک پہنچنے کے لئے جو 9 کلومیٹر کا رستہ ہے، جب تک وہ نہیں بنے گا تو ہوٹل کیسے چلے گا؟ آگے پھر کالام میں انہوں نے ہوٹل شروع کیا ہے، اس کو چار سال ہو چکے ہیں، ابھی تک اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔ یہ کام شروع کر دیتے ہیں لیکن اس کو انجام تک نہیں پہنچنے دیا جاتا، ہمیں انجام نظر نہیں آتا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کم از کم تین ہوٹل جو ہیں، جو کہ بڑے اچھے علاقوں میں واقع ہیں، تو ان کا کیا بنے گا؟ کیونکہ مالم جبہ میں بھی پیسہ تو خرچ ہو چکا ہے، چیئر لفٹ بھی لگ گئی ہے، لیکن فیصلہ نہیں ہو رہا ہے کہ کیا کرنا ہے؟

جناب چیئرمین: اور سننے میں یہ بھی آیا ہے کہ مالم جبہ اتنا delay ہو گیا ہے کہ وہاں اب برف گرنی بند ہو گئی ہے۔

(قہقہ)

سیدہ عابدہ حسین : جناب والا! سینیٹر سرانجام نے جو بات کی ہے'

It makes eminent sense. I am not in a position to make a detailed statement on it. Perhaps the Minister on his return would do so. I will certainly pass on all the observations made to him.

جناب چیئرمین: جی جناب حسین شاہ راشدی صاحب۔ اس کے بعد جہانگیر بدر صاحب' سب کو باری ملے گی کیونکہ آج وقت کافی ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی : کیا محترمہ وزیر صاحبہ بیان فرما سکیں گی کہ انہوں نے جواب میں جن سہولیات کا ذکر کیا ہے اور جو ہوٹلوں کی تعداد دی ہے تو جو سیاحوں کی تعداد وہاں آتی ہے یہ سہولیات اس کے مطابق کافی ہیں یا اس میں اضافے یا وسعت کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: جی بیگم صاحبہ۔

سیدہ عابدہ حسین : جناب والا! اگر سینیٹر صاحب کا سوال گلیات کے حوالے سے ہے تو ہم جانتے ہیں کہ یہ علاقہ ہمارے ملک کا خاصا گنجان آباد بھی ہے اور پھر گرمی کے موسم میں ہمارے ہاں internal toursim بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جیسے لوگوں کے پاس اقتصادی وسائل بڑھتے ہیں تو پھر گرمی میں وہ نکلتے ہیں پہاڑ کی جانب۔ تو اس لئے اس علاقہ میں internal toursim تو بڑھ ہی رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب عاقل شاہ صاحب آپ بتائیں کیونکہ گلیات کے بارے میں آپ جانتے ہیں are these sufficient facilities یا ---

سید عاقل شاہ : جناب والا! میں اس کے بارے میں بتاؤں گا کیونکہ یہ میرا subject ہے۔

I have four hotels in NWFP-one at Nathiagali, one at Peshawar, one at

Abbottabad and one at Swat.

جو وزیر صاحبہ نے بات کی ہے اس کے لئے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ NWFP جو tourism میں ہے کیونکہ اس میں دو تین bottlenecks ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک tourist باہر سے آتا ہے خیبر پاس دیکھنے کے لئے تو اس کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کو special permission لینی پڑتی ہے۔ دوسری بات تھیا گلی کے متعلق یہ کہ وہاں تو پانی ہی موجود نہیں ہے۔ پانی کی وہاں پر بڑی قلت ہے' جس کا اس میں ذکر نہیں ہے اور وہاں پر تین main hotels جو ہیں Pines, Valley View and Mushkpuri تینوں' تینوں کے وہاں -----

جناب چیئرمین: لیکن what about Green's اس کے بارے میں---

سید عاقل شاہ : وہ تو چل رہا ہے کیونکہ وہ ہمارے پاس ہے'---

جناب چیئرمین : اس کا بھی ذکر کریں' آپ نے اس کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔

سید عاقل شاہ : جناب والا! اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ جس وقت یہ auction کئے جاتے ہیں تو اس میں ایک pre-qualification نہیں ہوتی۔ اب ایک آدمی hoteling as you know is a very specialised subject وہاں پر bid دینے آتے ہیں' کیونکہ ان کو hoteling experienceنہیں ہوتا ہے' اس لئے وہ bids تو دیتے ہیں لیکن بعد میں وہ ہوٹل بند ہو جاتے ہیں۔ یہی حال Pines کا ہے' مشکپوری بند پڑا ہوا ہے' Valley بھی بند پڑا ہوا ہے' صرف Greens چل رہا ہے۔

مالم جبہ کے متعلق ایک بات میں بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر فیڈرل گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ کا آپس میں کوئی فیصلہ ہونا ہے' وہ یہ کہ جو slopes ہیں وہ صوبائی حکومت کے پاس ہیں اور جو main hotel ہے وہ وفاقی حکومت کے پاس ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ اسے auction کیا تھا' پارٹیز آئی تھیں وہاں' تقریباً پندرہ سال سے وہ بند پڑا ہے اور اس وقت یہ پوزیشن ہے کہ اگر ایک دو سال میں اس کو مکمل نہ گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ building collapse کر جائے کیونکہ اس کو maintain کرنے والا کوئی نہیں ہے' وہاں پر بھی پانی کا مسئلہ ہے۔ اسی طریقے سے جو road approaches ہیں مختلف communication system بوسیدہ ہیں اگر آپ ناران جانا چاہیں تو ایک بڑی مصیبت سے آپ ناران پہنچیں گے ۔ جھیل سیف الملوک' جس کو دیکھنے کے لئے دنیا سے لوگ

آتے ہیں، وہاں پر پہنچنے کے لئے بہت بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ ٹورزم کی ترقی کے لئے مشاہد حسین صاحب کے ساتھ میٹنگ ہوئی تھی اور سنا ہے کہ ٹاسک فورس بن رہی ہے ٹورزم کے لئے اور 70% سیاح جو پاکستان میں آتے ہیں وہ صوبہ سرحد میں جانا چاہتے ہیں تو اس طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے اور ان ہوٹلوں کو کمشنڈ کرنا چاہیئے تاکہ جو لوگ آئیں ان کو کم ازکم سہولت تو میسر ہو صحیح طریقے کی۔

Mr. Chairman: Yes Minister Sahiba, I think these views are to be considered because he is in this hotel business.

جی جناب جھگڑا صاحب ۔جی کیا ہے جی آپ کیا فرما رہے ہیں جھگڑا ہے ۔ باقاعدہ جھگڑا ہے۔

انجنیئر ظفر اقبال جھگڑا ۔ جناب چیئرمین صاحب سیاحت کے فروغ کے لئے پاکستان حکومت نے پی آئی اے ہیلی کاپٹر سروس شروع کی تھی۔ مجھے کل ہی بتایا گیا ہے کہ یہ سروس یا تو بند کی جا رہی ہے یا بند کر دی گئی ہے ۔منسٹر صاحبہ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں ہمیں پوزیشن واضح کریں۔

Mr. Chairman: Would you be able to answer this about the Helicopter?

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, I would require an additional notice.

Mr. Chairman: But please look into this because obviously its going to be a commercial venture and if the PIA is not making money on this, they will find it difficult. But this matter is to be looked into.

جناب مختار صاحب sorry جہانگیر بدر صاحب اس کے بعد۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب والا شکریہ۔ کل میں نے آپ کی توجہ ٹی وی کی جانب سے یہ جو کارروائی ریکارڈ ہوتی ہے اس کی طرف دلائی تھی۔ اس میں حکومت اپنی مرضی کی کارروائی کاٹ کر، اپنی مرضی کے مطابق دکھاتی ہے ۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا اور اس سے پہلے ہمارے جو لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں جناب اعتزاز احسن صاحب وہ بھی کل آپ کے علم میں یہ بات لائے

تھے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو سوالات کئے جاتے ہیں' اس کارروائی کو کاٹ دیا جاتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق کارروائی دکھائی جاتی ہے' یہ بڑی زیادتی ہے ۔ کل آپ نے ان کو یہاں پر وارننگ دی۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ تمام وزیر بیچاری وزیر صاحبہ کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ یہاں پر آ کر اس بات کا جواب دیتے انفارمیشن منسٹری والے۔

جناب چیئرمین۔ وہ نہیں ہیں یہاں ۔ منسٹر صاحب ادھر نہیں ہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب جہانگیر بدر۔ منسٹر صاحب نہیں ہیں تو کوئی اور جواب دیتا یہاں آ کر ان کی غیرموجودگی میں جو گورنمنٹ کا اصول ہے۔ جو طریقہ طے شدہ ہے پارلیمنٹ کا اس کے مطابق جواب دے دیتے' ان سے میں جواب نہیں لینا چاہتا ۔ لیکن میں اس وقت آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ اپنا رویہ تبدیل نہیں کر رہے آج پہلا لائحہ عمل اس کا یہ ہے کہ یہاں پر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اعتزاز صاحب کی تو کل پوری تقریر اسی مسئلے پر میں نے خود سنی ہے ٹی وی پر جس پر انہوں نے شکایت کی تھی ۔اچھا ۔اعتزاز صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں جی اعتزاز صاحب

چوہدری اعتزاز احسن۔میری گزارشات جو کل تھیں جناب چیئرمین وہ وزراء کے رویے کے متعلق تھیں' میری بڑی مودبانہ گزارش تھی وزراء سے۔

جناب چیئرمین۔ ٹی وی کوریج کے بارےمیں آپ نے کچھ کہا تھا وہ سارا دکھایا کل انہوں نے۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ میں نے اس وقت بھی گزارش کی تھی بنیادی طور پر وزراء کے رویے پر اور امید ہے کہ ان کا رویہ بہتر ہوگا۔ آج نظر آ رہا ہے کہ کچھ بہتر ہو رہا ہے لیکن جو اصل مسئلہ ٹی وی کا تھا وہ جہانگیر بدر صاحب نے اٹھایا تھا اور سینیٹر جہانگیر بدر صاحب نے --------

جناب چیئرمین۔ کیا ان کو نہیں دکھایا گیا تھا۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ ٹی وی نے ان کو نہیں دکھایا جی۔

جناب چیئرمین۔ ٹی وی والے ابھی ان کو ضرور دکھائیں۔ واک آؤٹ کرتے ہوئے بھی دکھائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر بیدی صاحب نہیں ہیں۔ ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب! میرا وزیر صاحبہ سے یہ ضمنی سوال ہے کہ tourist industry ساری دنیا میں اہمیت اختیار کر گئی ہے اور بہت سے ممالک کے لئے تو یہ سب سے واحد source ہے ان کے زرمبادلہ کمانے کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں' بالخصوص بلوچستان میں' اس انڈسٹری کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ بلوچستان میں ایسے tourist points ہیں' spots ہیں۔ مثلاً آپ بلوچستان کے ساحلی علاقے کو دیکھیں جیونی سے لے کر گوادر' پسنی' اوڑماڑا' یہ ایک لمبا طویل ساحل جہاں خوبصورت beaches ہیں۔ اگر بلوچستان کے پہاڑوں کی طرف جائیں' پہاڑی علاقوں میں جائیں زیارت ہے' ہرنائی قلات میں ہے' خضدار کی طرف ہیں' ژوب کی طرف ہیں' خوجک پاس ہے' بولان پاس ہے' کچی بیگ میں بہترین points ہیں' spots ہیں tourism کے۔ میں حیران ہوں کہ جیسے بلوچستان کو باقی زندگی کے شعبوں میں نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ Tourism میں بھی اسی طرح نظر انداز ہے۔ کیا یہ حکومت کے لئے بہتر نہیں ہو گا کہ وہ ایک ایسی پالیسی بنائے جیسے NWFP میں tourist points کے لئے وہاں اچھے spots بنائے گئے ہیں یا وہاں ترقی دی گئی ہے۔ ایسے spots بلوچستان میں بھی جیسے میں نے ذکر کیا بے شمار جگہوں پر ہیں۔ کیا یہ اس پر توجہ فرمائیں گے کہ بلوچستان میں tourist industry کو خصوصی توجہ دی جائے اور اس کے لئے کوئی جامع پروگرام بنایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی۔ آپ اس پر غور فرمائیں گے کہ بلوچستان کی tourist spots پر خصوصی توجہ دی جائے۔

سیدہ عابدہ حسین۔ میں نے سنا ہے کہ مکران کوسٹ بہت حسین ہے اور مجھے بھی وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ شاید وجہ یہی ہے کہ وہاں پہ facilities develop نہیں ہوئیں اور یہ بات درست ہے کہ جس ملک کی ایک شاندار coast line ہو اس coast line کو neglect کیا جائے ایسا نہیں ہو نا چاہئیے اور میں یقین دلانا چاہتی ہوں' آپ کی وساطت سے سینیٹر موصوف کو

کہ موجودہ حکومت بلوچستان کی اور بالخصوص مکران coast line کے لئے بہتر سے بہتر منصوبہ جات تیار کرے گی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ حاجی جاوید اقبال صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے کہ ہمارے عزیز بھائی جہانگیر بدر صاحب نے کہا کہ آج ساری کی ساری کارروائی ٹی وی پہ ان کی دکھائی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے انصاف کی توقع رکھتا ہوں، پوچھوں گا کہ یہ ان تین سالوں میں بتائیں کہ انہوں نے اپوزیشن کو کس انداز میں اور ہمارے اپوزیشن لیڈر کو کتنی coverage دی نمبر ایک۔ دوسرا جناب ہم سب عوام کی خدمت کے لئے بیٹھے ہیں۔ یہ ہاؤس افہام وتفہیم کے ساتھ چل رہا ہے۔ آج ہم اپنی طرف سے پوری قربانی دیں گے اور ہم آپ سے پرزور اپیل کریں گے کہ ان کو full coverage دی جائے۔ جناب میرا اس سلسلے میں سپلیمنٹری ہے اپنے question میں۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ حصہ سوم میں بتایا گیا ہے کہ گلیات کے علاقے میں پہلے سے اچھی اور مواصلاتی نظام اور دیگر سہولیات کی وجہ سے سیاحت کے اعتبار سے ترقی یافتہ ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ علاقہ گلیات میں کتنی اچھی سڑکیں ہیں ان کے نام بتا سکتی ہیں اور کون کون سی مواصلاتی سہولیات دی ہیں، ان کی بارے میں یہ بتائیں کہ کیا ہے۔ پانی کا مسئلہ انہوں نے بتا دیا۔ اس علاقے میں پانی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ سیاح جاتے وقت پانی کے لئے ترس رہے ہیں کیا کوئی ایسی سکیم زیر غور ہے کہ علاقہ گلیات میں پانی دیا جائے تاکہ لوگوں کو، tourist جو باہر سے آتے ہیں ان کو یہ سہولت میسر ہو۔

جناب چیئرمین۔ مری تھیا گلی روڈ مکمل ہو گئی کہ ابھی نہیں ہوئی۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ کہاں ہوئی ہے۔ اس کے کھنڈرات پڑے ہوئے ہیں۔ کوئی تھوڑا سا حصہ ایبٹ آباد سے بکوٹ تک مکمل ہوا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی بیگم عابدہ حسین۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا! سینیٹر جاوید اقبال عباسی کی اطلاع کے لئے اور معزز ایوان کی اطلاع کے لئے میں پڑھ کے بتا دیتی ہوں کہ جو گلیات کا حصہ صوبہ سرحد میں آتا ہے اور پورے صوبے کے لئے tourism کے لئے کیا کیا رقومات مختص ہوئی ہیں پچھلے پانچ سال میں 1993-94 میں جناب والا! 38.765 million تھا۔ 1994-95 میں 43.432 million, 1995-96 میں 50.102 million اور 1996-97 میں drop ہوا جناب والا! to 33.360 million اب 1997-98 کے لئے projection اس کی لے جائی رہی ہے 38.116 milion یعنی کہ tourism کے اوپر اخراجات بڑھائے جا رہے ہیں inspite of economical constraints جناب والا! اس کے ساتھ اگر ممبر موصوف معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ان کی اطلاع کے لئے جو tourism policy بنائی گئی ہے اس میں بالخصوص اس بات پر غور کیا گیا ہے۔ ہمارے جو پہاڑی علاقے ہیں وہاں پہ ہمیں communication facilities کو بڑھانے کی ضرورت ہے تو جو سینیٹر صاحب کا concern ہے سڑکوں کے بارے میں یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ communication access develop کیا جائے پھر پرائیویٹ پارٹیز، کو ہوٹیلیئر کو incentivise کیا جائے کہ وہاں پہ مختلف scenic spots پہ اپنی hotel facilities قائم کریں access road provide کرنا، ہیلی کاپٹر سروس کی اگر ضرورت ہے اس کو provide کرنا، ریلوے سپیشل سروس کی ضرورت ہے اس کو provide کرنا اور water facilities provide کرنا یہ گورنمنٹ کا کام ہے اور یہ فیشنل ٹورسٹ پالیسی میں سارا کچھ شامل ہے۔

جناب چیئرمین ۔ اور ان کی شکایت یہ ہے کہ گلیات میں یہ نہیں ہیں چیزیں ۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔ جو جواب دیا گیا ہے ۔ پھر سرا سر یہ غلط ہے ۔اس لیے میں آپ سے یہ التجا کروں گا کہ جو بھی سوال ہو اس کا جواب صحیح معنوں میں دیں۔ یہاں منسٹر موصوف نے ، ہماری بہن ہیں، انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں اور کم از کم جو اس پہ لکھا ہوا ہے اس جواب میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ یہ کیا وجوہات ہیں۔ یہ بیوروکریسی ہے جو سوالوں کے جواب دے رہی ہے۔ کیوں ان کو بے لگام انہوں نے چھوڑا ہوا ہے ۔ اس پہ ایکشن کیوں نہیں لیتے ؟

جناب چیئرمین ۔ please look into this. جی جناب چانڈیو صاحب ۔

جناب غلام قادر چانڈیو ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ صوبہ سندھ میں ڈسٹرکٹ دادو کے قریب گورکھ ایک جگہ ہے ۔ منسٹری آف ٹورزم کا کوئی ایسا پیکج ہے کہ وہاں پر کوئی کوئی تفریح گاہ بنائی جائے۔

جناب چیئرمین ۔ اس سوال میں سے تو وہ نہیں arise ہوتا ۔ لیکن گورکھ میں پانی کا مسئلہ ہے ۔ گلیات میں بھی گورکھ میں بھی پانی کا مسئلہ آرہا ہے ۔

جناب غلام قادر چانڈیو ۔ متعلقہ منسٹری سے کہہ سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں ۔ یہ گلیات کا سوال ہے تو سندھ کا آپ پوچھ رہے ہیں گورکھ کے بارے میں یہ ہے کہ بڑی اچھی ، خوبصورت جگہ ہے لیکن پانی کا مسئلہ ہے ۔ تو بیگم صاحبہ پانی کا وہاں بھی مسئلہ ہے۔

its a very beautiful spot. I believe the only hill station in the Sindh province and it needs to be looked into and I think the water problem needs to be solved there.

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, I would like to assure the Senator that we will look into it.

جناب چیئرمین ۔ قاضی انور صاحب ۔

Qazi Muhammad Anwar: The road between Nathia Gali and Abbottabad is with the Frontier Works Organization. The Organization operates only three months, that is June, July and August. Is she aware of this? That most of the year they don't work. They work only three months there and they have started blasting, heavy blasting in the three months, explosives, use of dynamites and that destroys the entire beauty of the area, the forest. Most of the forest have been cut down because of the use of the explosive dynamites.

جناب چیئرمین ۔ ایبٹ آباد مری روڈ کی بات کر رہے ہیں ۔

قاضی محمد انور ۔جی ایبٹ آباد نتھیا گلی

is being operated by FAO, but the present operation is from Abbottabad upto Nathia Gali and then upto Barian. This is being operated by the Federal Government. Its not private contract, its the Frontier Works Organization, is she aware of this? And they work only three months a year and thats mostly from June, July and August and they say, its a snow fall and the area is not fit for the work, its only three months.

جناب چیئرمین ۔ تو آپ کے خیال میں زیادہ کام کر سکتے ہیں وہاں پہ ۔

قاضی محمد انور ۔ کر سکتے ہیں جی

throughout the year . Now the road is closed because of these explosions. The road is opened only for two three hours, these days, because of the explosives, they stop the traffic. They will say that there the dynamite explosions are going on and so the traffic is closed. Is she aware of this fact?

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, I am aware, in principle, that the Frontier Works Organization is the agency of Government that is used for building high quality roads in mountaineous areas. Since, that is the agency that came into existence in the context of the development of the Karakuram highway, with regard to the Senator's specific concern about what is going on, on the construction of the road between Nathia Gali and Abbottabad, I don't have specific information. I shall secure it and place it on the table of the House.

جناب چیئرمین ۔ thank you. مختار صاحب ۔

Maj (Retd.) Mukhtar Ahmed Khan: The same road from Barrian to Ayubia, they have started working on this and they had blasted areas along this road, widened it but the work has been stopped, I think, for the last two or three years and no work is taking place on that. So I would request the

Minister to look into this because this is a portion, you know sir, the population from Abbottabad side, this operates roughly upto Nathia Gali, then people from Barrian to Ayubia can only come through the other way, through Rawalpindi. So both the sections of this road should have been made at the same time. I don't know why this is being stopped?

Syeda Abida Hussain: I will look into it Mr.Chairman.

جناب چیئرمین ۔ ڈاکٹر بلیدی صاحب ۔ آپ کو بھی ملے گی اجازت آج وقت ہے ۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب والا! جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے بلوچستان اور مکران کے متعلق بات کی ۔ گزشتہ بارہ اپریل کو متعلقہ منسٹری کی میٹنگ میں مجھے خصوصی طور پر بلایا تھا اور اس میٹنگ میں انہوں نے کہا تھا کہ گوادر، جو ساحل مکران ہے، اس کو ہم نے باقاعدہ اپنے پروگرام میں شامل کیا ہے اور آج وزیر صاحبہ نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس سے ہم شک میں پڑ گئے ہیں کہ وہ جب فائنل ہو چکا ہے ، وزیر صاحبہ نے کہا کہ آئندہ ہم اس کے لئے سوچیں گے۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ گوادر کے متعلق جو فائنل فیصلہ ہو چکا ہے اس کے بارے میں ہمیں وہ کیا بتانا چاہیں گی۔

جناب چیئرمین۔ بلوچستان کے بارے میں کیا فائنل فیصلہ ہوا۔-

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ گوادر کو انہوں نے باقاعدہ پروگرام میں شامل کیا ہے اور فیکس کیا تھا کہ اس کو ہم پروگرام میں لے لیں گے۔ اب ڈاکٹر عبدالحئی صاحب کو جو انہوں نے جواب دیا ہے ----

جناب چیئرمین۔ میں نہیں سمجھا ، گوادر کو کیا کرنا ہے ۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ گوادر کو تفریحی مقامات کے لئے انہوں نے منتخب کر لیا ہے۔

جناب چیئرمین۔آپ کو کس نے اطلاع دی ہے کہ یہ منتخب کر لیا ہے ۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ۔مشاہد حسین صاحب نے اطلاع دی ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ بلوچستان میں کتنے تفریحی مقامات ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں تاکہ دوسرے صوبوں کے

باشندوں کو پتہ چلے کہ واقعی بلوچستان میں اتنے تفریحی مقامات ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ وہاں کے رہنے والے ہیں آپ ہی بتا دیں کہ کون کون سے تفریحی مقامات بلوچستان میں ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ زیارت ہے، کوئٹہ ہے، ہرنائی ہے، سومیانی ہے۔ تو گوادر کے متعلق وزیر موصوف مجھے یقین دہانی کرائیں کہ اس کو شامل کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب تاج حیدر۔

جناب تاج حیدر۔ جناب والا! یہ معاملہ صرف facilities دینے کا نہیں ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خراب منصوبہ بندی کی وجہ سے جو facilities دی جاتی ہیں وہ ان علاقوں کے قدرتی حسن کو بھی خراب کرتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں سیروسیاحت کا ایک کلچر develop کرنا چاہیئے اور اس کے لئے خاص طور پر نوجوانوں اور طلباء کو ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں لے جانا اور ان میں اس عادت کو فروغ دینا کہ وہ اپنے ملک کو دیکھیں، انتہائی ضروری ہے۔ اس کے لئے ایک youth hostel movement ہمارے ملک میں چل رہی ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہماری حکومت نے کراچی میں ایک یوتھ ہوسٹل بنانے کے لئے پلاٹ دیا ہے، لہذا میں تجویز دوں گا کہ وزارت تعلیم کو اس طرح کے پروگرام ترتیب دینے چاہئیں، سکولوں اور طلبا کو پابند کرنا چاہیئے جیسا کہ ہم جب سکول میں ہوتے تھے تو یہ ہوا کرتا تھا کہ excursions کے لئے جائیں، کراچی سے لوگ جائیں۔ کراچی سے جتنے بچے انگلینڈ ہالی ڈیز میں جاتے ہیں، اس وقت آپ کو جہاز میں سیٹ نہیں ملے گی لیکن اپنے ملک کو دیکھنے کے لئے نہیں جاتے۔ لہذا اس قسم کے گروپ بنا کر وہاں سے لاتے جائیں اور ان کے لئے یوتھ ہوسٹل قسم کی ایک سستی اکاموڈیشن تیار کی جائے تاکہ ملک میں سیروسیاحت کا کلچر فروغ پائے۔

جناب چیئرمین۔ بیگم عابدہ حسین صاحبہ، ان کی جانب سے تجویز ہے کہ بچوں کو پابند کیا جائے کہ excursions پر جائیں اور یوتھ ہاسٹلز کو پروموٹ کیا جائے جو کہ ایک اچھی تجویز ہے۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا! یوتھ ہاسٹلز کے حوالے سے حال ہی میں اسلام آباد میں ایک یوتھ ہاسٹل کا افتتاح ہوا ہے۔ جیسا کہ تاج حیدر صاحب نے فرمایا ہے اسی تصور کے تحت کہ وہاں پاکستان کے مختلف ... کے بچوں کو لایا جائے اور اپنے ملک میں ان کی سیاحت

کے انتظامات کئے جائیں، اس کا آغاز ہوا ہے اور انشاء اللہ اس کو بڑھایا بھی جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ جناب جمیل الدین عالی صاحب۔

جناب جمیل الدین عالی۔ کیا وزیر صاحبہ تحقیق کر کے بتائیں گی کہ کیا یہ اطلاع جو آج ہم پہنچائی گئی ہے کہ تین سو نوے ہوٹل اور بہت سارے دوسرے ہوٹل، ان کے ناموں اور پتوں اور مناظر کے ساتھ ان کے اوپر اتنا لٹریچر موجود ہے جو عام ٹورسٹ بیورو میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ پہلے کبھی ہوتا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کل ایسا نہیں ہے خاص طور پر جب کہ ایک صوبے میں تین سو اکاون ہوٹل بنائے جائیں۔ وہ تو ایک بہت بڑی سہوت ہے اور وہاں لوگ جانا چاہیں گے تو میں محترمہ وزیر صاحبہ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ شاید اس وقت ان کو پوری بات معلوم نہ ہو تو وہ انکوائری کر کے اس کا آرڈر کریں کہ ان کی publicity ہو۔ اگر جواب معلوم ہو تو بتائیں۔

دوسری بات جناب والا! آپ کی اجازت سے پورے ہاؤس کے لئے عرض کرنا چاہتا تھا، سب کا اس میں اتفاق ہو گا کہ ٹی وی پروگرام کو live کیوں نہ کر دیا جائے کیوں کہ میرا تجربہ یہ ہے اور ہر اس آدمی کا جو کسی طرح بھی صحافت سے متعلق رہا ہو، چاہے بالواسطہ رہا ہو، میں کبھی صحافی نہیں رہا لیکن متعلق رہا ہوں اور سکریٹری بھی رہا ہوں 11 اخبارات کا۔ جناب والا! جب بھی آپ editing کا اختیار دیں گے یا editing کی گنجائش ہو تو کسی نہ کسی پارٹی کو شکایت ہو گی۔ آج جہانگیر بدر صاحب کو شکایت ہے، کل تاج حیدر صاحب کو ہو گی، پرسوں مجھے بھی ہو سکتی ہے حالانکہ میری صورت اس قابل نہیں ہے نہ میری تقریر کہ میں شکایت کر سکوں۔ تو جناب والا! کیوں نہ آپ ہاؤس کا consensus لیں۔ جناب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور once for all یہ تو چھوٹا سا ہاؤس ہے وہ National Assembly تو بہت بڑا ہاؤس ہے۔ ان کی بات ان پر چھوڑتے ہیں ہم۔ کیوں نہ ہم پورے ہاؤس کا consensus لیں اور اپنی طرف سے یا کسی صاحب سے کہیں کہ قرار داد پیش کر دیں یا دونوں لیڈروں کا یا باقی اور بھی یہاں لیڈرز ہیں، چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے، بڑی محترم جماعتوں کے، ان کے لیڈرز کی ایک اپنے چیمبر یا ہاؤس میں میٹنگ کر کے آپ کیوں نہ ایک فیصلہ فرمائیں کہ ٹی وی اس Question Hour کو live پیش کیا کرے اس سے آپ دیکھیں گے کہ لوگ Question بھی ٹھیک طرح کریں گے، تجاویز بھی کم آئیں گی،

جناب والا! کو بھی زحمت کم ہو گی اور لوگ زیادہ آگاہ ہوں گے لیکن اس میں ایک بات جناب آپ سے عرض کروں گا وہ یہ ہے ------

جناب چیئرمین۔ وہ مشاہد صاحب آئیں گے تو I will look into it.

جناب جمیل الدین عالی۔ جناب ایک بڑی شکایت آئی ہے لوگوں کی ۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے یہ معاملہ کافی لمبا ہو گیا ہے اب کسی اور کو آپ موقع دیں۔

جناب جمیل الدین عالی۔ آخری بات جناب آپ کی توجہ کے لئے ۔ لوگ یہ کہتے ہیں اور بہت سارے ناظرین نے مجھے بتایا ہے میں نے خود بھی دیکھا ہے دو تین دفعہ' کہ سوال کا پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہے اور جناب جواب لوگوں کو کس کا دیا جاتا ہے۔ تو کوئی ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ یہ پتہ چلے کہ یہ سوال کیا گیا تھا اس کا جواب متعلقہ وزیر یہ دے رہا ہے' ضمنی سوال یہ آ رہا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا We will look into all this. جی جناب پرویز رشید صاحب ۔

جناب پرویز رشید ۔ جناب ابھی جمیل الدین عالی صاحب نے کہا کہ Question Hour کو live دکھایا جائے ۔ جناب والا! اس میں مشکل یہ پیش آئے گی کہ سینٹ کا اجلاس اس وقت منعقد ہو رہا ہے جب کہ ساری دنیا یا پاکستان کے تمام شہری اس وقت اپنے دفاتر میں موجود ہیں یا اپنے کاروباری مصروفیات میں موجود ہیں۔ لہٰذا اس وقت اگر ہم وقفہ سوالات کو live دکھا دیں گے تو سوال اور جواب اور ہمارے ان چمکتے چہروں کو زیادہ تر لوگ دیکھنے سے محروم رہ جائیں گے کیوں کہ اس کے لئے ایک وقت مخصوص کیا گیا ہے' تو جن لوگوں کی دلچسپی ان معاملات میں ہے وہ اس وقت پر ان معاملات سے ٹی وی کے ذریعے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔ جہاں تک ان کی دوسری بات کا تعلق ہے کہ سوال جواب کی سمجھ نہیں آتی ہے تو میں ان کی اس بات سے متفق ہوں کہ جس طریقے سے ٹی وی پر اس کو پیش کیا جاتا ہے اس کو زیادہ بہتر بنانا چاہئیے اور سوال جو background commentary کی شکل میں اگر دے دیا جائے تا کہ وہ پورا perspective ہے' کیونکہ ہمارے پاس لکھا ہوا مواد موجود ہوتا ہے ہم اس کو پڑھتے نہیں ہیں اور آگے ضمنی سوالات شروع ہو جاتے ہیں تو commentator اگر تھوڑا سا سوال کا سیاق و سباق بتا دے تو دیکھنے والے کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ آ سکے گی ۔

جناب چیئرمین۔ اور دوسرا یہ ہے کہ اس کی voice quality بڑی خراب ہے کم از کم سینٹ کی جو coverage ہوتی ہے تو میرا خیال ہے اس پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی ٹی وی کے حضرات یہاں پر بیٹھے ہیں تو they should take note of this that the voice quality is very poor and it needs to be improved. جی اقبال حیدر صاحب۔ اب میرا خیال ہے جلدی کریں ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

سید اقبال حیدر ۔ بس جناب بہت مختصر ہے۔ میں بات تو tourism پر کرنا چاہ رہا تھا مگر اس میں صرف ایک تجویز میں آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ وقفہ سوالات جو آج کل televise ہو رہا ہے کہ اس کو ایک running water colour میں، جس طرح سے translation نہیں آتا films پر، اس طرح سے سوال کو بھی لگایا جا سکتا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال these are all suggestions, good suggestion.

سید اقبال حیدر ۔ تو اس طرح سے یہ لگایا جا سکتا ہے تاکہ ناظرین اس کو پڑھ سکیں ۔

جناب چیئرمین۔ دوسرا یہ ہے جس طرح میں نے آج بیگم صاحبہ سے کہا کہ آپ جواب پڑھ دیں تو اس سے بہتری ہو سکتی ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ اس میں وقت لگتا ہے ۔ میرا tourism پر سوال یہ ہے کہ محترمہ نے، میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بہت تفصیلاً بیان فرمائی گو کہ ان کا یہ محکمہ نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ 33 million ہوں یا 50 million جو کہ Tourism Ministry کو government allocate کر رہی ہے۔ اس میں سے اس کا کتنا حصہ تنخواہوں ، پٹرول اور administrative cost miscellaneous پر خرچ ہو رہا ہے اور کتنا حصہ tourism کے فروغ پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ یہ مجھے بتا دیں کیوں کہ اگر سارا پیسہ صرف Ministry کے administrative cost میں ختم ہو رہا ہو کیوں کہ جناب I was also Chairman of the Standing Committee of the Senate on Tourism تو اگر آپ سارا پیسہ اپنی تنخواہوں اور خرچوں پر ہی ضائع کر رہے ہیں تو پھر اس وزارت کا مقصد ہی بے کار ہو جاتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنی اصل رقم ہے جو ٹورزم کے فروغ پر استعمال ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی عابدہ حسین۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا! میں off-the-cuff تو اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی چونکہ میرے پاس اس کی تفصیل نہیں ہے لیکن میں صرف اتنا کہوں گی کہ یہ تقریباً ہر شعبے کی داستان ہے کہ ہمارے ہاں Establishment cost پر بجٹ کا major حصہ لگ جاتا ہے ۔ جناب والا! یہ ایک عام کیفیت ہے اور اس کو redress کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ ٹورزم کے حوالے سے اگر تفصیل سینیٹر صاحب چاہیں گے تو وہ ہم پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ آخری ضمنی سوال۔ بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! سپلیمنٹری تو بہت ہوئے لیکن جو سوال پوچھا گیا تھا وہ یہ پوچھا گیا تھا کہ ایبٹ آباد کے اس علاقے میں ٹورزم کی پرموشن کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اس میں صرف یہ کیا گیا ہے کہ ہوٹل بڑھا دیئے گئے ہیں یعنی 12 ہوٹل پچھلے سال کی نسبت زیادہ بڑھے ہیں۔ کیا حکومت کے نزدیک صرف یہی development ہے کہ وہ 12 ہوٹل بڑھا دیئے جائیں یا وہاں کوئی tourist resort بنائے گئے ہیں یا کوئی سکیمیں وہاں پر develop کی گئی ہیں ۔ یہ جواب تو بالکل تشنہ ہے کہ حکومت کے نزدیک صرف یہی development ہے کہ 12 ہوٹل وہاں پر مزید قائم کر دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین۔ جی بیگم عابدہ حسین۔

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب والا ! جو ٹورزم پالیسی کی highlights ہیں اگر آپ اجازت دیں تو وہ پڑھ کر عرض کر دوں تو اس سے سینیٹر صاحب کی تسلی ہو گی کہ حکومت کن lines پر سوچ رہی ہے۔ جناب والا!highlights کچھ ایسی ہیں۔

1. Tourism shall henceforth be accorded the status of an industry.

2. All tourism facilities would be treated as industrial concerns and would qualify for the same benefits, concessions and treatment as is extended to other recognized industries.

3. "Deemed Export Status" has been granted to the tourism industry including hotels.

4. All tourism related projects established between July 1990 and June, 1995 shall qualify for an eight year tax holiday, if established in areas where such concesssion to other industries is allowed.

5. Provincial Governments would allot state land for tourism projects on long lease basis.

6. Federal and Evacuee land where available shall be similarly allotted.

7. Land adjacent to Government rest houses would be leased out on nominal lease basis for construction of 2-3 star hotels and motels.

8. Youth hostels and Camping grounds established by PTDC would be leased out to private sector for operation.

9. Incentives admissible to other industries would be allowed to Tourism Zones or Enclaves established exclusively for foreign tourists.

10 Import of tourist coaches with a seating capacity of 15-20 persons and 4 wheel drives will be permitted in built up condition by registered travel agents and tour operators. Custom duty and sales tax on such vehicles will be realized in 5 equal instalments against a bank guarantee.

11. Approved travel agents and tour operators shall be provided telephone, telex and fax facilities on a priority basis.

12. Charter flights shall be allowed henceforth under a regulated programme to operate on point to point (city to city) basis.

13. Tourist helicopters/small planes in the private sector would be allowed to operate.

14. Pakistan Railways would operate steam locomotives and narrow gauge trains under a package programme. This is to do with the Khyber train and so on.

15. 72 hour transit visas shall henceforth be granted, free of cost, on arrival

to tourists at entry points, subject to overall policy considerations.

16. Multiple entry visas will also be granted by Pakistani Missions abroad if such a request is made at the time of visa application.

Mr. Chairman: Thank you. Next question is No. 88, Jawad Hadi sahib.

88. * Syed Muhammad Jawad Hadi: Will the Minister for Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to start a project for the promotion of tourism in the Kurram Agency?

Minister for Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs: There is no proposal under consideration of the Government to start a project for the promotion of tourism in the Kurram Agency.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Sar Anjam Khan.

جناب سر انجام خان: جناب چترال میں، کیونکہ میں وہاں پر Wild Life Management Board, Frontier کا ممبر ہوں، وہاں پندرہ ہزار ڈالر پر دو پرمٹ issue کئے جاتے تھے، اس طرح تیس چالیس ہزار ڈالر سالانہ وہاں سے آجاتے تھے اور لوکل کو دس ہزار فی پرمٹ issue کرتے تھے۔ جیسا کہ ڈاکٹر حئی صاحب نے بتایا کہ بلوچستان میں بہت سی ایسی جگہیں ہیں جیسے یہاں چترال گولڈ ہے، بلوچستان میں شکار دیکھتا رہا ہوں۔ اگر اس کو regularise کیا جائے اور یہ 1988ء سے جو اس پر پابندی لگی ہوئی ہے، تو کیا حکومت اس کو پھر سے شروع کر رہی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ مارخور کی طبعی عمر جو ہے یہ آٹھ، نو سال ہوتی ہے۔ تو یہ خود بخود پھر مر جاتے ہیں۔ اس سے ہم کافی زر مبادلہ کما سکتے ہیں اگر اس کو regularise کیا جائے۔ تو آیا کوئی پروگرام حکومت کا اس سلسلے میں ہے کہ ان چیزوں سے ہم فارن ایکسچینج کما سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو یہ extinct تو نہیں ہو رہا ہے، اس کو خطرہ تو نہیں ہے اس سے۔

جناب سرانجام خان: نہیں جناب اس میں تو' اب چترال گولڈ کی مجھے زیادہ معلومات ہیں کیونکہ میں -----

جناب چیئرمین: لیکن جب آپ شکار کرتے ہیں تو آپ کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ نو سال والا ہے اس کو ماردو اور یہ دو سال والا ہے اس کو چھوڑ دو۔

جناب سر انجام خان: جناب اس کے سینگ سے پتہ لگتا ہے جی۔ نہیں وہ جو اس سلسلے میں پرمٹ issue ہوتا ہے اس میں instructions ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں گولی کو کیا پتہ ہے کہ جوان ہے کہ بوڑھا ہے۔ وہ تو مار دے گی۔

جناب سر انجام خان: نہیں جناب آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ Let me clear it. مطلب یہ ہے کہ مارخور کا جو سینگ ہوتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتنی عمر کو پہنچ چکا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ تو ٹھیک ہے' بیگم صاحبہ سے پوچھ لیتے ہیں' but it looks dangerous to me. جی بیگم صاحبہ۔

Syeda Abida Hussain: Mr. Chairman, *Markhor* is a rare extinct species and therefore, it come under the World Wild Life Protection and Preservation Laws. However, there is a species of dear, sheep called *Orial* which has been protected and is now beyond danger and for that Government of Pakistan is agreeable to giving out permits and the price of the permit, I believe, is four thousand dollars. Three such permits are available with the Ministry of Environment because this particular species has been declared outside of the pale of danger for extinction.

جناب چیئرمین: جی جناب قاضی انور صاحب۔ نہیں اب نئے سوال پر آئیے۔ وہ تو ختم ہوگیا۔ جی جناب عابدحسینی صاحب۔

سید عابدحسین الحسینی: شکریہ جناب چیئرمین! میں محترمہ یہ سوال کرنا چاہوں گا

کہ پارہ چنار جیسی پاکستان میں حسین ترین وادی کے غریب عوام کا یہ حق نہیں کہ وہاں حکومت سیاحت کا کوئی ایسا جامع منصوبہ بنائے کہ جس سے سینکڑوں بیروز گار نوجوانوں کے روز گار کا بھی ذریعہ ہو، حکومت کا بھی مالی فائدہ ہو اور یہ علاقے میں خوشحالی کا بھی سبب بنے۔

جناب چیئرمین: جی بیگم عابدہ حسین۔

سیدہ عابدہ حسین: جناب چیئرمین فی الحال تو حکومت کے پاس کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہے کرم ایجنسی کے حوالے سے، جو کہ بنایا گیا ہو۔ یہ پبلک سیکٹر میں ہو سکتا ہے، جیسا کہ ابھی میں نے عرض کیا صرف جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے، infrastructure development کا تعلق ہے، وہی ہم سمجھتے ہیں حکومت کی ذمہ داری ہے، باقی کام جو ہے وہ پرائیویٹ سیکٹر نے کرنا ہے۔ اس وقت کوئی economically feasible proposition کرم ایجنسی کے حوالے سے حکومت کے پاس نہیں اور چونکہ یہ جو ہمارے ٹرائبل ایریاز ہیں اس لئے Tourism کے لئے مقامی لوگوں کو ہر طرح سے اپنی رضامندی کا اظہار کرنا ہوگا۔ اگر مقامی لوگ ایسا چاہتے ہیں تو انہیں ایسے منصوبے بنا کر حکومت کو پیش کرنا ہوں گے جن کے لئے حکومت کی infrastructure کی development کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تاہم ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ اگر سینیٹر موصوف یا ان کے علاقے کے لوگ چاہتے ہیں تو ان کو اس قسم کے منصوبے develop کرنا ہوں گے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔ ضمنی سوال ۔

جناب چیئرمین ۔ اب وقفہ سوال ختم ہو گیا ہے ۔ There is no more time now. Sorry ۔ اب leave applications لیتے ہیں ۔

LEAVE OF ABSENCE.

جناب چیئرمین ۔ ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6,8 اور 9 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ آفتاب احمد شیخ صاحب بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر 8 تا 13 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ میر محمد حسین واجہ ذاتی وجوہات کی بنا پر 6 تا 9 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سردار منصور احمد خان لغاری صاحب ذاتی وجوہات کی بنا پر 6 تا 9 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ جناب شاہ نواز جونیجو صاحب ناسازی طبع کے باعث 12 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ اس تاریخ کے لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ خدائے نور صاحب نجی وجوہات کی بنا پر 12 تا 16 مئی کے لئے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ حاجی محمد شاہ آفریدی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر 12 تا 19 مئی کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔اس کے علاوہ

We have received a message from the National Assembly. I will read the message:

In pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992. I have the honour to inform that the National Assembly has passed the Heavy Industries Board Bill, 1997 on the 12th of May, 1997.

جی جناب زاہد خان صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

POINTS OF ORDER.

جناب محمد زاہد خان۔ جناب والا! کل یہاں مہران بینک سکینڈل کی انکوائری کے متعلق یہاں رپورٹ آئی ہے ۔ اس کے متعلق " خبریں" اخبار نے لکھا ہے کہ اپوزیشن نے مطالبہ کیا ہے کہ یہ رپورٹ پیش کی جائے ۔ میں اپنے پریس کے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ وہ صحیح رپورٹ کیا کریں ۔ اس سلسلے میں جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مطالبہ اپوزیشن نے پیش نہیں کیا تھا بلکہ اپوزیشن تو اس پر یخ پا ہو گئی تھی، جب اعظم خان ہوتی صاحب نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہمارے پاس وہ کیسٹ بھی موجود ہیں ان کے ڈائیلاگ کے بارے میں جو مہران بینک اور ان کے ایک ذمہ دارشخص کے درمیان ہوئے تھے جس نے پیسے لئے تھے اور رپورٹ بھی موجود ہے ۔ اس پر اپوزیشن والوں نے بہت احتجاج کیا تھا ۔

جناب چیئرمین۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ آپ لوگوں نے مطالبہ کیا، اعتزاز احسن نے اٹھ کر کہا تھا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ لیکن جناب والا! اخبار میں کہا گیا ہے کہ اپوزیشن کے مطالبہ پر جناب چیئرمین نے کہا ہے کہ رپورٹ پیش کی جائے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ ان کی رپورٹنگ درست نہیں ہے ۔

جناب محمد زاہد خان - جناب والا! ڈار صاحب نے خود کہا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں اور پھر اجمل خٹک صاحب نے کہا تھا کہ یہ ایک گند ہے اسے ضرور ہاؤس میں لایا جائے -

جناب چیئرمین- صحیح بات ہے -

جناب محمد زاہد خان - کہ عوام اور ہاؤس دونوں اس سے مطمئن ہوں کہ صحیح صورت حال کیا ہے - یہ صحیح صورت حال ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے -

جناب چیئرمین- صحیح بات ہے - جناب اقبال حیدر صاحب پوائنٹ آف آرڈر-

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, I am grateful to you and I am glad that the honourable Minister for Commerce Mr. Dar is also present and I invite his attention to a very important issue, sir. This government had initiated its tenure with the tall claim about their so-called economic package and a supplementary budget was passed by the National Assembly with the claim that it will revive the economic conditions and improve the economy and reduce the deficit, etc. etc.

Sir, my sincere and very serious grievance is that, that inside trading, there is as much a crime as misappropriation of money from the treasury of the government. I have been repeating again and again that this government is indulging into a very cunning corruption by playing with the tariffs of duties and my apprehensions and my statement is proved by the acts of this government. I had said it earlier on, that they will reduce the duty for one month and then they will immediately revive the duty after six weeks in between the shipment of their own cronies and friends and relation of that product come and then the duty is increased and then they make extra buck of ten to 25 percent on playing with the duty. Sir, exactly the same has been proved in the economic package, duties were reduced only in the month of end of March. And now yesterday, The ' News '

had carried out a story, the government has notified upward revision of custom duties on machinery, engineering goods, chemicals, iron and steel , metal wires cables, auto parts. bulbs, telecommunication and a whole lot of those items on which duty was waved in the economic package and the supplementary budget. Sir this is an outright robbery, this is an out right plunder, this is an outright cheating with the people. Are you trying to say that the people of Pakistan cannot understand you, your cunning style of robbing the treasury? This is only to promote their own trader class. And I say that if the economic package cannot be under, it has been part of the Parliament. Act of Parliament

مارچ میں ایکٹ آف پارلیمنٹ بنایا ہے مئی میں آپ خود اس ٹیرف کو کیسے revise کر سکتے ہیں۔ اس طرح آپ ایکٹ آف پارلیمنٹ کے تقدس کو بھی پامال کر رہے ہیں۔ اس طرح سے یہ مال بنا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ بات سمجھ آ گئی ہے ۔ طول دینے سے کیا فائدہ۔ جب آپ مختصر کرتے ہیں تو بہتر سمجھ آتی ہے ۔لمبی بات میں confusion ہو جاتا ہے ۔

سید اقبال حیدر۔ جناب میری تو خوش قسمتی ہو گی اگر حکومت کو سمجھ میں آ جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی اسحاق ڈار صاحب ۔

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I think the honourable member has levelled a lot of false allegations. This is certainly not true what he has said. Economic package was presented and it was an Act of Parliament Finance Bill, 1997 Amendment Bill. You see it envisaged to attack or to address the economic bad situation in the country inherited from the previous government and it was incomplete, you know mess and economic position of the country was almost at the brink of collapse. So it was an attempt on sore, honourable member would understand. it was a supply side economic

management approach by which------

(interruption)

Mr. Muahammad Ishaq Dar: Let me finish, sir, so it was package introduced, it has not been withdrawn. As a result of that package, there was a basic principle which the Finance Minister announced was the cascading principle. Now the cascading principle means that the raw material should be subject to lower rate of duty, medium or semi finished should be higher and the finished should be subject to the maximum rate of duty. Now, as a result of that package the thirteen slabs, which were here for many years, were reduced to five slabs only and it was consolidated. So, as a result of this package, the local engineering industry and various other industries , because you see the product, there is a long list of thousands of products which come under tariff. And it was done, obviously I would say, in a shortest possible time, after the change of government. So there were anomalies, genuine anomalies, so an anomaly committee was set up to hear the genuine grievances of industries to look into their petitions and it is nothing new. Anomaly commission is a permanent and professional body in this country. When they were in government, it was in the previous government and it was now but in order to expedite, because you introduced a Bill, the anomalies were there, you could not wait for the next budget. So the Anomaly Committee met. Regardless to which party that industry or that particular applicant belongs to, so they have carried out and wherever there were anomalies, those have been removed by proper procedure and proper process has been followed. ECC approved it and it has been announced . There could be another balance 40 percent of the anomalies are still left out. Those hearings were completed I understand yesterday. So there may be on 15th of

this month, after the ECC meets, there will be another set of removal of the ambiguities. I think they should appreciate, we should not take it as a final vote

کہ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے یا کوئی anomaly ہے

if you are explained or anomaly is there. I think sir, it was the right of the government to remove it and they have done it in the larger interest of the industry, because there is no, as the honourable member said, the cunning and inside trading. I failed to understand, inside trading of what, did we manipulate with buying and selling of shares of these industries? No. So I think this is not fair, inside trader, sir you know the definition goes normaly with the quoted shares. I think sir, its not fair. The allegations are false and I have made my position clear.

جناب چیئرمین - حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب - No more, no more please, sorry I will only allow for 15 minutes. باقی کو بھی موقع دیں - یہ نہیں کہ ایک ہی آدمی شروع ہو جائے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی - جناب میرا مختصر سا point of order یہ ہے۔ کل میں نے مہران بنک سکینڈل کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اور یہ " خبریں " اخبار میں، میرا نام آخر میں جاکر دیا گیا ہے۔ یہ پوائنٹ میں نے اٹھایا تھا - جبکہ میرا نام تک اس میں mention نہیں کیا گیا۔یہ زیادتی ہے۔ میری صحافی برادری سے التجاء ہے کہ کم از کم سوال اٹھانے والے کا نام ضرور دیا کریں۔

جناب چیئرمین۔یہ کونسا اخبار ہے؟

حاجی جاوید اقبال عباسی -یہ جی "خبریں" اخبار ہے۔ باقی تمام اخبارات میں میرا نام تھا۔ اس میں پھر بھی آخر میں میرا نام آتا ہے۔ سوال چونکہ میں نے اٹھایا تھا۔ میرا نام تک نہیں ہے۔ اس لئے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ گزارش ہی میں کرسکتا ہوں کہ جو ممبر سوال کرے یا سوال اٹھائے - اس کا نام ضرور آنا چاہئیے چونکہ lead تو انہوں نے لگا دی لیکن نام نہیں دیا۔

جناب چیئرمین۔اخبارات آزاد ہیں - ہم request ہی کرسکتے ہیں - اتنا اہم issue آپ

نے اٹھایا ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔جی ہاں جناب ہم request ہی کر سکتے ہیں۔ جناب مقصد کہنے کا یہ ہے کہ زیادتی ہے کہ بنیاد رکھنے والے کا نام ہی نہ ہو ۔ سوال میں نے put up کیا تھا ۔ جس سے یہ بات نکلی ۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ آئندہ خیال رکھا جائے ۔

جناب چیئرمین۔جی جناب اسحاق ڈار صاحب .you want to say something

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, I have a small point of order sir, the last day when it was fixed for Religious Affairs and one of the supplementary sir, I clarified that the discretionary quota was finished by the Caretaker Government and we carried on that policy, except the industrial workers which would be financed by the respective employer and there was no burden on the national exchequer. One of the honourable senators, who happened to be also former Federal Minister for Religious Affairs, tried to correct the record that it was done by the previous government, not the caretakers. Sir I want to reset the record. I have looked into the file and the Cabinet meeting held on 16th of September, 1996 resolved that the Religious Affairs Division in consultation with the Prime Minister's Secretariat (Public Affairs Wing) should work out the figures for the discretionary quota with a view to reducing it. So till 5th of November 1996, there was no reduction announced and it was the caretakers government, my statement absolutely is correct, I just want to set the record right.

جناب چیئرمین۔جی اعتراز احسن صاحب ۔

چوہدری اعتراز احسن ۔جناب چیئرمین ! دو مختصر گزارشات ہیں ۔ ایک تو مہران سکینڈل کے کمیشن کی رپورٹ کی بار بار بات ہو رہی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہر رپورٹ پیش کی جائے۔ اگر مہران بنک کمیشن کی کسی وجہ سے فی الحال رپورٹ نہیں مل رہی تو یہاں ایک کوآپریٹو

سکینڈل ہوا تھا' اس کی رپورٹ اس کے جو main author ہیں principal author وہ ممبر اس ہاؤس کے ہیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھی پیش کی جائے ۔ ہم اس میں بھی بتائیں گے کہ کتنے سقم تھے اور کیا اس میں تھا اور کس طرح cover up ہوا۔ بہرحال سب کمیٹنز کی رپورٹس آنی چاہییں ۔ کوئی سمجھتا ہے ہمارے خلاف ہے' کوئی سمجھتا ہے ان کے خلاف ہے ۔ I have really no objection to that.

جناب چیئرمین۔ کل بھی آپ نے یہی کہا تھا۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ کیا وجہ ہے ہمارے فاضل وزیر نے یہ فرمایا کہ یہ anomalies تھیں اور ان anomalies کو correct کرنا ایک کمیٹی میں نارمل بات ہے۔ کیا وجہ ہے کہ anomalies زیادہ تر انجینئرنگ کے شعبے سے فاؤنڈریز کے شعبے سے' سٹیل پروڈکٹس کے شعبے سے تعلق رکھتی ہیں اور اس میں ایک واقعہ پیچھے بھی ہے' جب 'Jonathan' جہاز ۱۹۹۰ء میں آیا تھا تو اس وقت بھی ایک SRO کے ذریعے duty reduce کی ہوئی تھی۔ اور ڈیوٹی پہلے' ہماری حکومت سے پہلے کم کی گئی ' اور اس کے بعد پھر increase کردی۔ یہ جب دوبارہ ہماری حکومت میں آیا تو آپ کو یاد ہے کہ یہ مسئلہ بڑا چلا۔ یہ جہاز کیوں سٹیل پروڈکٹس کے متعلق ingot لے کر آیا اور Engineering product سے متعلق جب کہ سب سے بڑا گھرانہ engineering اور foundry میں اتفاق کا گھرانہ ہے ' اتفاق فونڈری ' اتفاق انجینئرنگ' حدیبیہ انجینئرنگ' حمزہ انجینئرنگ' یہ سب اتنی بڑی بڑی industries ہیں اور یہ سارا anomalies benefit کا باقی بزنسز کو کیوں نہیں ہوتا۔ ہر مرتبہ کیوں صرف اتفاق کے گھرانے کو ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب اسحاق ڈار صاحب ۔

جناب محمد اسحاق ڈار ۔ جناب infact صرف engineering industries اس میں involve نہیں مسٹر چیئرمین جس میں یہ anomalies remove کی گئی ہیں اور جو آگے ہوں گی جیسا میں نے عرض کیا وہ بھی present کی جا سکتی ہیں۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ دونوں پیش کر دیں' بڑی اچھی بات ہے۔ پچھلا ریکارڈ بھی اور اس دوران بھی جو ہوا ہے اور پیچھے کا بھی' بعد کا بھی یہ parallel ہونا چاہیئے۔

جناب محمد اسحاق ڈار تو ہونا چاہیئے بالکل۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب اب چھوٹی بات کریں لمبی نہ کریں چونکہ وقت بالکل ختم ہو گیا ہے ۔

ڈاکٹرعبد الحئی بلوچ ۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس وقت ملک کے اندر ملازمین جو پچھلی حکومت کے وقت بھرتی ہوئے تھے ۔

جناب چیئرمین ۔ ان کو نکال دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ ان میں بڑی بے چینی پائی جا رہی ہے اور یہ بات کہی جارہی ہے ----

جناب چیئرمین۔ جی سمجھ آ گئی ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ ان کی termination ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ ایک سیکنڈ جی 'دو لاکھ بیس ہزار کے قریب نکالے جائیں گے۔ اب تک میری معلومات کے مطابق بہت سے محکموں سے مثلاً واپڈا سے' کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن سے 'بینکوں سے' پی آئی سے ملازمین نکالے جا چکے ہیں۔ اسی ایوان میں' اس معزز ایوان میں وزیر داخلہ صاحب نے میرے ضمنی سوال کے جواب میں یہ فرمایا تھا کہ بلوچستان سے تو ویسے بھرتی کم ہوئے ہیں پی آئی اے میں اور ہیں بھی سب چھوٹے گریڈ کے' اسسٹنٹ گریڈ کے' گیارہ گریڈ کے عرف عام میں کہا جاتا ہے گیارہ گریڈ۔ یہاں ہمیں ایشورنس دی کہ بلوچستان میں پہلے سے ملازمین کم ہیں گیس میں اور پی آئی اے میں اور ٹیلی فون کے محکمے میں یا دوسرے جو فیڈرل کے محکمے ہیں' ان کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ نکالے جا رہے ہیں یا نکالے جائیں گے۔ یہ یہاں ایشورنس دی۔ اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان کے دو آفیسر پی آئی اے سے نکال دیئے گئے ہیں باقی جو چھوٹے لیول کے آفیسرز ہیں ان کو نوٹسز دیئے گئے ہیں کہ آپ کو پی آئی اے سے نکالا جائے گا حالانکہ وہ کنفرم ہو چکے ہیں۔ ان کی سروسز کنفرم ہو چکی ہیں۔ میں حیران ہوں اگر اس معزز ایوان میں بھی ایشورنس دی جائے اور اس پر عمل درآمد نہ ہو یا اس کے بارے میں وہ یقینی نہ ہو ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ ایسا کریں آپ کو ایشورنس وزیر داخلہ صاحب نے دی تھی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ لیکن وزیر دفاع کی بھی ---

جناب چیئرمین ۔ وزیر دفاع کوئی ہے نہیں آج کل۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا! آخر یہ جو گورنمنٹ جواب دیتی ہے ---

جناب چیئرمین ۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ کو ایشورنس دی ہے وزیر داخلہ نے۔ آپ مہربانی کر کے ان کو تفصیل دیں تاکہ وہ رپورٹ منگوا کر آپ کو جواب دے سکیں کہ کیا بات ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ جناب والا! جو گورنمنٹ جواب دیتی ہے یہاں پر وہ تو گورنمنٹ کے behalf پر جواب دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ یہی بات ہے لیکن دیکھیں میرا خیال ہے کہ اسحاق ڈار صاحب کو تو نہیں پتا ہو گا کہ ڈیفنس میں کیا ہو رہا ہے یا تو آپ نوٹس دیں ان کو ، ٹائم دیں ان کو تو یہ آپ کو تفصیل منگوا دیں گے تو میں ان کو کہہ دیتا ہوں کہ آپ کا جو مسئلہ ہے ، یہ جو تفصیل آپ دیں گے یہ اسحاق ڈار صاحب کو دے دیں تاکہ وہ اس پر رپورٹ منگوا لیں کہ کیا ہو رہا ہے ۔ ٹھیک ہے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ اور دوسرا سوئی سادرن گیس میں جو ہمارے لوگ بھرتی ہوئے ہیں engineers ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں ، یہ سوئی گیس کا مسئلہ نثار صاحب کے متعلق ہے لیکن وہ بھی اگر آپ تفصیل دے دیں تو ان سے request کر لیتے ہیں کہ رپورٹ منگوا لیں کہ کیا ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ میں وہ بھی دوں گا ۔ لیکن گورنمنٹ کو ایک پالیسی سٹیٹمنٹ ملازمین کے بارے میں آج دینا چاہئیے اس معزز ایوان میں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ واقعی نکال رہے ہیں کیا کر رہے ہیں۔ آخر یہ دیکھیں اس کا کوئی حل ہونا چاہئیے۔ پورے ملک کے ملازمین بے چین ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ راجہ صاحب ! یہ ایک حئی صاحب نے سوال اٹھایا ہے کہ بہت سے

ملازمین کو terminate کیا جا رہا ہے' Retrench کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے سوئی گیس کا ذکر کیا ہے پی آئی اے کا ذکر کیا ہے۔ تو کہہ رہے ہیں' کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کا ذکر کیا ہےاور بھی سرکاری محکمے ہوں گے۔ اس پر کہتے ہیں کہ حکومت کی جانب سے کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ آ جائے کہ کیا ہو رہا ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میں پتا کروا کر بتا سکوں گا۔

جناب چیئرمین ۔ آپ محکموں سے پتا کر کے پالیسی سٹیٹمنٹ اگر بنتا ہو تو مہربانی کر کے دے دیں ۔ جی جناب شفقت محمود صاحب ۔ Shafqat Mehmood sahib you wanted to say something.

جناب شفقت محمود۔ جناب! پاکستان کی خواتین اور وہ تنظیمیں جو خواتین کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ خواتین کی نشستیں پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں بحال کی جائیں۔ اس سے پہلے تین سالوں میں کیونکہ حکومت کے پاس دو تہائی اکثریت نہیں تھی تو کئی دفعہ اس معاملے کو طے کرنے کی کوشش کی گئی کہ دونوں پارٹیاں مل کر کوئی ایسا فارمولا بنا لیں کہ جس سے یہ سیٹیں بحال ہو سکیں۔ اب حکومت کو بنے تین ماہ ہو چکے ہیں' دو تہائی اکثریت بھی موجود ہے۔ خواتین میں بہت زیادہ بے چینی پائی جاتی ہے کہ یہ سیٹیں کیوں بحال نہیں ہو رہی ہیں تو کیا اس کے متعلق کوئی بیان دینا پسند کریں گے۔ اگلے دن قومی اسمبلی میں ایک بل بھی پیش کیا گیا تھا' جو کہ reject کر دیا گیا تو کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا خواتین کی سیٹوں کو بحال کرنے کا عنقریب یعنی اگلے 10,15,20 دن میں کوئی ارادہ ہے ۔

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب کیا آپ اس پر کچھ کہنا پسند فرمائیں گے ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ خواتین کی سیٹیں بحال کرنے کے بارے میں حکومت کا کوئی فیصلہ ہوا ہے یا کوئی تجویز ہے یا any thing under consideration.

راجہ محمدظفر الحق۔ جناب والا! ایک constitutional reforms کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے۔ یہ جو constitutional reforms کے سارے ایشوز ہیں' وہ ایک ایک کر کے اس میں اپنی تجویز دے گی اور وہ پھرمسلم لیگ اور الائیڈ پارٹیز کی میٹنگ میں پاس ہوں گی اور کل ایک مشترکہ پارلیمنٹری پارٹی کی میٹنگ بھی ہو رہی ہے' یہ سوال بھی اس میں اٹھے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ

بہت جلد اس کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں اس ایوان کے ضابطہ کار کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر ریز کرنا چاہتا ہوں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیسا آپ نے آج ہمیں اطلاع دی کہ فلاں فلاں بلز قومی اسمبلی سے پاس ہو کر یہاں آئے ہیں اور ان کی ہمیں اطلاع مل گئی ہے اور جو بلز ہمارے ہیں، وہ یہاں سے جب قومی اسمبلی کو ٹرانسفر ہوتے ہیں تو قومی اسمبلی سے 90 دن کے بعد کوئی اطلاع ہمارے پاس نہیں آتی۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ رولز کے مطابق آنی چاہئیے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ آنی چاہئیے اور جناب والا! وہ اطلاع اس طرف سے ان کو جانی چاہئیے کہ ہم نے اس میں amendments کی ہیں، ہم نے اس کو reject کیا ہے یا ہم اس پر غور نہیں کر سکے۔ تینوں صورتوں میں جو بھی صورتحال ہو، ہماری طرف سے اطلاع قومی اسمبلی کو جانی چاہئیے اور قومی اسمبلی کی اطلاع ہمیں آنی چاہئیے تاکہ ہم ان بلوں کے متعلق آئندہ لائحہ عمل اپنا سکیں۔ اس لئے کہ اسکے بغیر وہ بلز تشنہ رہیں گے اور اس کے بعد ہم کوئی مزید progress نہیں کر سکتے۔

Mr. Chairman: So, what I will do is that I will ask the Secretariat. Agha Sahib, please get into touch with the Secretary National Assembly in this context and get from them whether they are following the rules and they should really be informing us if a bill passed by the Senate is not passed or rejected or amended within the period specified in the Constitution . Which means that if they do not pass it, they should inform us.

تاکہ قانون کے مطابق کارروائی ہو۔ اس طرح coordinate کر لیں۔ کچھ لگتا ہے کہ there is communication lapse.

جی جناب راشدی صاحب۔ آپ کو آخر میں وقت دوں گا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب! میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب چیئرمین ۔ کوئی چھوٹا سا نہیں ۔ بارہ بجے کے بعد کچھ نہیں ہو گا۔We have

to finish somewhere or to draw a line somewhere. So, it has to be drawn. رضا صاحب رہ جائیں گے یا آپ رہ جائیں گے ۔ راشدی صاحب جلدی جلدی کریں ۔ یہ چوہوں کی بات آپ نے کچھ کرنی ہے ۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب والا! بات دراصل یہ ہے کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے ، توقعات تو بہت تھیں مگر اب لوگ یہ شعر پڑھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ

اذیت ، مصیبت ، ملامت ، بلائیں

تیرے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

جہاں عام طور پر حکومت کے محکموں اور وزارتوں میں کارکردگی ناقص ہو گئی ہے۔ ایک بڑی تشویشناک خبر آئی ہے کہ پی آئی اے کی ایک بین الاقوامی پرواز جو کہ زیورخ جا رہی تھی، اس میں اچانک چوہے نمودار ہوئے اور وہ آکر مسافروں پر گرے ۔ جناب! اگر آپ تصور کی آنکھ سے دیکھیں تو یہ چوہے اتنے بڑے جہاز میں اتنی اونچائی پر کیسے پہنچے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عملے کے کسی آدمی نے حکومت سے نالاں ہوکر یا حکومت نے پی آئی اے میں سے لوگوں کو نکالنا شروع کیا ہے ، اس سے ناراض اور نالاں ہو کر انہوں نے چوہوں کو جہاز کے اندر import کیا ہے ۔ اب اس پر خبر یہ ہے کہ وہ موٹے تازے چوہے تھے ، اچانک خواتین پر گرے ۔اب آپ سمجھیں کہ خواتین نازک مزاج ، نازک جنس ہیں ، ان کی چیخیں نکل گئیں اور اخبار کے کہنے کے مطابق وہ خواتین سیٹوں پر کھڑی ہوگئیں اور بچے کود کر ماؤں کے گلے لگ گئے ۔ پھر یہاں تک کیفیت پہنچی ہے کہ جہاز رن وے پر جا رہا تھا اور چیخیں سن کر پائلٹ کو رن وے سے،--- جو کہ ایک عجیب کیفیت اور مثال ہے کہ جہاز کو رن وے پر روک کر واپس لایا گیا اور چوہوں کی تلاش کی گئی اور وہ چوہے پھر بھی نہیں ملے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ PIA کے پائلٹ کو مجبور کیا گیا وہ پرواز کو پھر اڑائے ۔ اب آپ اندازہ کریں کہ ہماری کتنی بے عزتی ہوگی کہ اگر یہ چوہے زیورخ میں پہنچتے ہی بدک کر باہر نکلیں تو سوئٹزر لینڈ کی گورنمنٹ پاکستان کے متعلق کیا تاثر لے گی۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ حکومت کو اس کے متعلق خاص طور پر دھیان دینا چاہیئے اور یہ تحقیقات کرنی چاہیئے کہ یہ چوہے وہاں کیسے پہنچے ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین ! انتہائی اہم معاملات پر راشدی صاحب بولتے ہیں۔اس دن نائیوں کے استرے کے معاملے پر انہوں نے ایوان کی توجہ مبذول فرمائی تھی اور آج PIA کے اندر جو چوہے ہیں' ان کے بارے میں انہوں نے ایوان کی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ ہم ان کے مشکور ہیں لیکن میں انہیں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے کی پوری تحقیقات ہوئی ہیں اور ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ چوہے پیپلزپارٹی کے دور کے چوہے تھے اور کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ----

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین۔ اور یہ بھی کہہ دیں کہ 5 نومبر کے بعد وہاں چھپ گئے تھے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جی ہاں۔ اور کوشش یہ کی جارہی ہے کہ نہ صرف PIA کے جہازوں میں بلکہ مزید جس جس جگہ پر یہ چوہے موجود ہوں انہیں وہاں سے باہر نکالا جائے تاکہ ماحول ذرا بہتر ہو جائے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ ایک منٹ جناب۔ راجہ صاحب کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ پیپلزپارٹی کے زمانے میں دبک کر بیٹھ گئے ہوں مگر وہ اس حکومت کو سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری ہی حکومت ہے۔ اس لئے باہر آئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی last point of order رضا ربانی صاحب۔ رضا ربانی صاحب بہت چھوٹا کریں because we have no time at all, just keep a point لمبی تقریر نہیں ہونی چاہیئے۔

میاں رضا ربانی۔ نہیں' نہیں' جناب میں تقریر نہیں کروں گا۔ I will just give the figures کیونکہ آپ نے already راجہ صاحب سے کہا ہے to make a policy statement تو اس میں جو کچھ اور figures تھے وہ میں ان کو دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ کس چیز کے یہ figures ہیں؟

میاں رضا ربانی۔ جناب یہ about retrenchment ۔

جناب چیئرمین۔ تو ٹھیک ہے ان کو دے دیں' اس میں کیا ہے۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب چونکہ it is very important یہاں پر یہ صورتحال ہے کہ چوہوں کی جو بات چل رہی تھی اس میں یہ ہے کہ -----

جناب چیئرمین۔ وہ اکٹھی دے دیں کہ ان ان محکموں میں اتنے ہزار نکل گئے ہیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir I will take the two minutes.

Mr. Chairman: We don't have even two minutes you see, that is the problem.

Mian Raza Rabbani: Well sir, it is most unfortunate.

اگر سینٹ کے پاس--- جو اس ملک کے غریب لوگ ہیں انہیں نکالا جا رہا ہے۔ ان کے لئے اگر یہاں پر کوئی بات کرنا چاہے اور کہیں کہ جی ہمارے پاس اس کے لئے وقت نہیں ہے۔بس تو پھر ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: O.K., then we proceed to the President's Address.

(interruption)

راجہ اورنگ زیب۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین!

Mr. Chairman: No more points of orders Raja Sahib.

I only allow fifteen minutes for points of orders بارہ بج گئے ہیں

راجہ اورنگ زیب ۔ بارہ تو سکھوں کے بجتے ہیں جناب ہمارے تو نہیں بجتے ہیں۔

FURTHER DISCUSSION ON PRESIDENT'S ADDRESS

Mr. Chairman: Please,

بیٹھ جائیں no more points of orders جی بیگم نسرین جلیل صاحبہ ۔

بیگم نسرین جلیل۔ شکریہ جناب چیئرمین! آج ملک جس دوراہے پر کھڑا ہے میں سمجھتی ہوں کہ we don't have any choices either we make the country or break the

اس country میں سلسلے Prime Minister نے economic policies دی ہیں اور law and order کو بہتر بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو ملک خوشحال ہو گا اور ترقی کرے گا۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو سکا تو تباہی یقینی ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج ملک کے ہر شہری کو Prime Minister کے ہاتھ کو مضبوط کرنا چاہیئے، بشمول اپوزیشن کے

Mr. Chairman today's motion reads that this House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 26th March, 1997

جناب چیئرمین ! جب میں President کے Address کے بارے میں سوچتی ہوں تو اس روز جو ہال میں شور و غوغا تھا، جس طرح سے اپوزیشن چیخ چلا رہی تھی اور آسمان کو سر پر اٹھایا ہوا تھا، لگ رہا تھا کہ پورا پارلیمنٹ President کے خطاب کو سننا نہیں چاہتا but once they got up Mr. Chairman it showed that they had very little strength. they were very few in numbers اور یہ صدر کو مغلظات بکتے ہوئے ہال سے باہر گئے ۔ اس نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ ان کے rejection کی وجہ کیا تھی، یہ جو اس بری طرح سے اس الیکشن میں ہارے ، اتنے کم ان کے نمائندے وہاں پر موجود تھے ۔ تو اس کی وجہ صرف یہی نہیں ہے کہ شاہی جوڑے-----

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please I would request the honourable Members no interruption during the speech. Yes Mrs. Nasreen Jalil.

بیگم نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین! اس کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کہ شاہی جوڑا کرپشن میں ملوث تھا یا میں ان کی شاہ خرچیاں اور گھوڑوں کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں اس کی بات بھی نہیں کررہی کہ انہوں نے سرے پیلس یا شیتوز فرانس میں خریدے یا میں ان power plants کی بھی بات نہیں کر رہی ہوں جس سے پاکستان کو ان نرخوں پر بجلی فراہم کی جاتی تو ہماری معیشت تباہ ہو جاتی ، میں ان کے جھوٹے روٹی کپڑے اور مکان کے نعروں کی بھی بات نہیں کر رہی۔ انہوں نے جو پارلیمانی نظام کو نقصان پہنچایا ، چیئرمین سینٹ کے orders کو flout کیا ، جناب چیئرمین، آپ کے orders کو flout کیا ۔ عدلیہ کے 20 مارچ کے historical

فیصلے کی خلاف ورزیاں کیں۔ جناب چیئرمین، میں تو ان ماؤں کی بات کر رہی ہوں جن کے بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، میں ان ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے دوپٹوں کی بات کر رہی ہوں جن کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں۔ میں ان معصوم بچوں کی بات کر رہی ہوں جن کے سروں سے ان کے باپوں کا سایہ اٹھا دیا گیا، میں ان بوڑھے والدین کی بات کر رہی ہوں جن سے ان کی زندگی کے جینے کا سہارا چھین لیا گیا۔ extra judicial killings پہلا جواز تھا پیپلزپارٹی کی حکومت کے dismissal کا ۔ extra judicial killings کی گئیں، حراست میں لوگوں کو مارا گیا، اغواء کر کے لوگوں کی لاشوں کو پھینک دیا گیا۔ جناب چیئرمین! انہوں نے صرف انسانوں کا قتل نہیں کیا، انہوں نے انسانیت کا قتل کیا ہے۔ آج پیپلزپارٹی والے MQM پر الزام لگاتے ہیں کہ دہشت گرد ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کراچی میں امن قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے ۔ جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ East Pakistan میں کیا ہوا تھا۔ ذوالفقارعلی بھٹو نے اپنے اقتدار کی خاطر ملک کو دولخت کیا۔ پیپلزپارٹی نے اپنے مفادات کی خاطر سندھ میں MQM کو crush کرنے کی کوشش کی۔ قتل و غارت گری کی ۔

جناب چیئرمین ۔ I think اقبال حیدر صاحب یہ بار بار question, question کہنا is not in order ٹھیک ہے آپ ایک دفعہ کہہ دیں I don't think it is proper کہ آپ بار بار کہیں۔ اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ جواب دیں لیں۔ لیکن یہ تو مناسب نہیں ہے۔ دیکھیں آپ نے کہا ہے کہ صفدر علی عباسی صاحب کا نہ ہو تو مجھے دے دو، مجھے کوئی فرق نہیں پڑ رہا کہ صفدرعلی عباسی کی جگہ اگر آپ بولنا چاہیں لیکن it is wrong ۔ جی بیگم نسرین جلیل صاحبہ۔

بیگم نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین ! پیپلزپارٹی نے اپنے مفادات کی خاطر سندھ میں MQM، جو کہ شہری سندھ کی نمائندہ جماعت تھی، اس کو crush کرنے کی کوشش کی اور 1994ء میں بے نظیر صاحبہ نے برملا Defence College میں یہ کہا کہ ہمیں MQM کے ووٹ بینک کو توڑنا ہے۔ اس کی خاطر انہوں نے کراچی میں قتل و غارت گری کی اور ہر قتل جو کہ کراچی میں ہوا اس کو MQM کے کھاتے میں ڈالا گیا۔ انہوں نے رینجرز اور پولیس کو carte blanche دیا کہ وہ جائیں اور خون کریں۔ یہ مکافات عمل تھا کہ پرائم منسٹر کے بھائی مرتضیٰ بھٹو قتل ہوئے، یہ وہی لوگ تھے جن کے منہ کو مہاجروں کا خون لگ گیا تھا، جن کو عادت ہو گئی تھی کہ جس

شہری کو چاہیں وہ ختم کر دیں ۔ Now they have the audacity to say that they were able to maintain law and order in Karachi. Was it law and order that killed Murtaza Bhutto جناب چیئرمین! MQM کو پاکستان کے باشعور لوگوں کا مینڈیٹ حاصل ہے ۔ آج بھی MQM کراچی سے شہری نمائندہ جماعت بن کر ابھری ہے۔ اور لیاری جو کہ پیپلزپارٹی کی traditional constituency رہی ہے وہاں سے بھی ایم کیو ایم کا candidate جیتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں پچھلی باتوں پر نہیں جانا چاہیئے لیکن اپوزیشن کے ہر ممبر نے اس بات کو اس ایوان میں اٹھایا ورنہ شاید میں یہ باتیں نہ کہتی۔

جناب چیئرمین! بے نظیر صاحبہ کی سوچ کا اندازہ تو آپ اس بات سے لگائیں کہ وہ کس قماش کی لیڈر ہیں جنھوں نے مہاجروں کے بارے میں کہا کہ وہ بزدل چوہے' ان کی رگوں میں کوئی اور خون دوڑ رہا ہے۔ یہ آج راشدی صاحب نے چوہوں کا قصہ اٹھایا تو مجھے خیال آیا ہے کہ جو نفرت اور تعصب ان کے دل میں بھرا ہوا تھا' انہوں نے اس کو نہ صرف عمل سے ظاہر کیا بلکہ زبان سے بھی کہا۔

دنیا میں کسی بھی ملک میں جب کوئی زیادتی ہوتی ہے تو کوشش یہ کی جاتی ہے کہ اس کا سدباب کیا جائے۔ جو extra judicial killings ہوئیں' جس طرح لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں atrocities ہوئیں' ظلم و تشدد ہوا۔ تو چاہیئے تو یہ تھا کہ پیپلز پارٹی کے لوگ پشیمان ہوتے کہ انہوں نے یہ غلطی کی ' مگر اس کی بجائے انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ --- آج بھی بلا خوف و خطر اور بے باکی سے جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ امن قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

جناب چیئرمین! دنیا میں جب کبھی کوئی زیادتی ہوتی ہے وہاں پر لوگوں کے دکھوں کا مداوا کیا جاتا ہے' زخموں پر مرہم رکھا جاتا ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ(Trial of (Nurimberg یاآج جو truth commisions دنیا بھر میں ' بوسنیا میں' جنوبی افریقہ میں یا دیگر ممالک میں ہیں تا کہ لوگوں کے دلوں میں جو غم و غصہ ہے اس کو دور کیا جا سکے۔ ان کے زخموں پر مرہم رکھا جا سکے' ان کو relief مہیا کیا جا سکے۔ آج اگر نواز شریف صاحب نے یہ طے کیا ہے کہ ایم کیو ایم کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس پر ان کو relief دی جائے گی تو ان کو یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ ایسے لوگ جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہو' ان کے لئے catharsis ضروری ہے۔ ان کو اپنے دکھوں کے بیان کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ انہوں نے جو تکالیف سہی ہیں ان کا مداوا ہونا چاہیئے اور

اس کے لئے جو کچھ بھی حکومت کر سکے وہ کرنا چاہیئے۔ کراچی کی situation ایسی ہے کہ اگر وہاں کے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے تو وہاں پر political instability رہے گی اور جتنے بھی economic packages آپ لانا چاہیں یا وہاں پر ملک کے لئے کچھ کرنا چاہیں تو وہ ممکن نہیں ہو سکے گا جب تک کہ کراچی میں سکون نہیں ہو گا۔ پھر اگر عوام کو ان کے حقوق نہ ملیں تو ان میں بے چینی ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے ستمبر میں صدر نے پارلیمنٹ کے نام ایک پیغام بھیجا تھا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اگر عوام کو ان کے حقوق نہیں ملتے تو وہ دلبرداشتہ ہو جاتے ہیں، مایوس ہو جاتے ہیں اور تشدد کی طرف ان کا رجحان ہو جاتا ہے۔ آج ملک کی جو حالت ہے کہ صوبوں میں conflicts ہیں، conflicts within the provinces ہیں۔ آپ یہ دیکھیئے کہ اربن اور رورل کا مسئلہ اپنی جگہ موجود ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میز پر بیٹھ کر ان چیزوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے اور اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ملک میں census کروایا جائے۔ جناب چیئرمین! census fair and transparent ہونا چاہیئے۔ یہ اچھی بات ہے کہ حکومت کا یہ کہنا ہے کہ آرمی کو اس میں شامل کیا جائے گا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ international experts کو planning سے لے کر implementation stage تک موجود ہونا چاہیئے۔ کیونکہ transparency and fairness جو ہے وہ census کی establish ہونی چاہیئے۔ اگر ذرا سا بھی اس کے بارے میں کوئی شک و شبہ رہا تو جس طرح سے آخری census 1991 ہوا تھا، جب کوشش کی گئی تھی تو اس کو abort کرنا پڑا کیونکہ صوبوں کو اعتراض تھا کہ وہ صحیح نہیں ہو رہے۔ اسی طرح سے جناب چیئرمین! census کے بعد ضروری ہے کہ provincial autonomy دی جائے، اس کے ساتھ ساتھ local bodies elections ہونے ضروری ہیں۔ صدر صاحب نے اپنے خطاب میں یہ تو ضرور کہا کہ local bodies کی powers زیادہ ہونی چاہیئیں لیکن اس کا ذکر نہیں کیا کہ یہ انتخابات کب ہوں گے۔ اب شاید اخبارات میں تھا کہ ستمبر یا اکتوبر میں انتخابات ہوں گے۔ میں امید کرتی ہوں کہ ایسا ہو گا اور جو ضروری constitutional amendments ہیں کہ local bodies کو زیادہ autonomy حاصل ہو وہ package اس میں شامل ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین! آج جب ہم مسائل سے گھرے ہوئے ہیں اور آٹے کا بحران، معیشت at its lower step ہے، Law and Order کا problem، sectarian violance، تو سب کے لئے ہم سب مل بیٹھ کر سوچیں اور ایک broader vision لے کر آگے چلیں تا کہ ملک سنور سکے۔

Ordinances کے بارے میں میں کہنا چاہ رہی تھی کہ Tony Blayer جب پرائم منسٹر بنے تو British Cabinet کی جو پہلی meeting ہوئی تو اس میں بیس بل کا ایک package پیش کیا گیا کہ وہ پارلیمنٹ کے سامنے جائے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ انور بھنڈر صاحب، راجہ ظفر الحق صاحب خود اور اعتزاز احسن صاحب مستقل اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ بل جو بھی آتے ہیں وہ سامنے آ جائیں تا کہ عوام سے رائے لی جاسکے تا کہ خود سینیٹر جو ہیں اس پر وہ غور و خوض کر سکیں

I am not a faminist, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جی۔

Mrs. Nasreen Jalil: I am not a faminist but I object to this feudal and chauvinistic mentality displayed by the Members of the National Assembly, when a Bill was presented by the Opposition concerning the reserved seats of women. It is high time that women were given the place and respect that Islam emphasises for them. They should be given a helping hand and I think Prime Minister Mr. Nawaz Sharif is aware of the necessity of giving equal status to women and Mr. Chairman, I will conclude on that and also that peoples party will be having less hatred feelings towards MQM.

اس لئے کہ میں سمجھتی ہوں کہ ہم بھی پاکستان کے شہری ہیں اور ہمیں بھی حکومت میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔ ہمیں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو بقیہ پاکستانیوں کے ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: صفدر عباسی صاحب آپ تقریر کریں گے یا اقبال حیدر صاحب۔ اس کے بعد احسان شاہ صاحب۔۔۔ جی صفدر صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! بڑے دنوں سے میں اپنا وقت دوسروں کو دے رہا تھا، میں نے کہا کہ آج اپنا وقت میں خود استعمال کروں۔

جناب چیئرمین! میں basically آج ایم کیو ایم کا ذکر ہی نہیں کرنا چاہ رہا تھا لیکن محترمہ نے کچھ ایسی چیزیں کہہ دی ہیں کہ جن کی clarification ضروری ہے۔ ان کو صرف اتنا یاد کرا دوں کہ جناب الطاف حسین "پیر کراچی" ان کا پاکستان کے political horizon پر نمود ہونا

اس طرح تھا کہ جی ایم سید کی سن میں سالگرہ تھی' سن جو جی ایم سید کا آبائی گاؤں ہے۔ وہاں پر ان کی ہر سال سالگرہ منائی جاتی ہے' یہ غالباً 86ء کا واقعہ ہے' ان کا نمود جو تھا وہ جی ایم سید کے ساتھ مل کے' پاکستان کا ایک کیک بنا ہوا تھا' وہاں سندھ کو پاکستان سے الگ کیا جا رہا تھا اور یہ آج بھی اپنی انہی policies پر قائم ہیں۔ میں پیپلز پارٹی کے حوالے سے بات کروں گا کہ یہ ہمارے لئے فخر ہے کہ کراچی کے اندر دہشت گردی کا جس طرح قلع قمع کیا گیا وہ صرف پیپلز پارٹی ہی کر سکتی تھی' وہ صرف ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کا اپنا اعجاز کہتا ہے۔ میں صرف اتنا بتا دوں کہ یہ بزدل چوہے ہیں' یہ وہ دہشت گرد تھے' ہم فخر سے کہتے ہیں کہ وہ "دادا"، "کانا"، اور "لنگڑا"، وہ بزدل چوہے تھے یا ہیں اور ان کا قلع قمع کراچی کے امن کے لئے بہت ضروری تھا اور ہے-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین! صدر صاحب کی تقریر کے بارے میں منافقت سے بھری ہوئی تقریر کا کیاذکر کروں۔ صدر فاروق احمد خان لغاری کی 26 ستمبر سے یکم اپریل تک جو کہانی ہے' جو event unfold ہوئے ' یہ کہانی منافقت ' دغہ بازی ' جھوٹ' کینہ پروری سے بھری ہوئی ہے ۔ 26 ستمبر جب سے میاں نواز شریف' فاروق لغاری کو یہ کہتے تھے کہ مہران بنک کا' وہی مہران بنک جس کا ذکر زاہد خان صاحب کرتے رہے ہیں کہ مہران بنک کا سب سے بڑا جو پروردہ تھا وہ فاروق لغاری تھا۔ ان کے بیانات کےمطابق میاں نواز شریف صاحب پورا جلوس لے کر گئے چوٹی زیریں پر' فاروق لغاری کے خلاف اور پھر فاروق لغاری نے ڈیڑھ ارب روپے ہرجانے کا دعوٰی کیا میاں نواز شریف کے خلاف۔ جناب عالی پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک صدر اور وزیراعظم ایک ہرجانے کے دعوٰی میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں ۔ میری یہ ان سے درخواست ہے کہ جب یہ مہران بنک کا قصہ لائیں ' جب مہران بنک کی بات کو آگے بڑھائیں تو وہ جو ہرجانے کا دعوٰی ہے فاروق لغاری کا نواز شریف کے خلاف' اس کو بھی لے کر آئیں اور وہ یونس حبیب جو مرکزی کردار ہے مہران بنک کا' اس کا بھی 1990 میں حبیب بنک میں کردار تھا۔ یہ چودہ کروڑ روپے جس کو اسلم بیگ مانتے ہیں' اس کی دستاویزات بھی لے کر آئیں ۔اس کو بھی لے کر آئیں لیکن بھولیں نہ ' صرف شیرپاؤ نہیں اور بھی بہت سے لوگوں کی پگڑیاں اچھلیں گیں یہاں۔ جناب عالی یہ 26ستمبر سے یکم اپریل تک منافقت کی ایک داستان ہے جو کہ چلی مختلف طریقوں سے۔

Mr. Sajid Mir: Please, ask the honourable senator that he should use proper words about the President.

ڈاکٹرصفدر علی عباسی۔ منافقت کا لفظ قرآن اور حدیث کا لفظ ہے پروفیسر صاحب۔ کون سا لفظ ہے جو غیر پارلیمانی ہے جس کا قرآن اور حدیث میں ذکر ہے۔ میرا چیلنج ہے آپ کو۔

جناب چیئرمین۔ کریں جی جو آپ کی مرضی ہے کریں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ پھر مجھے موقعہ دیں گے آپ کوئی۔ مجھے زیادہ interruptions ہو رہی ہیں۔ پہلی نومبر، دوسری نومبر کو فاروق لغاری بے نظیر بھٹو سے ملتے ہیں اور کہتے کیا ہیں کہ محترمہ آپ میری بہن ہیں۔میں ایک بلوچ سردار ہوں۔ میں غیرت مند بلوچ ہوں۔ میں کبھی تصور بھی کرسکتا ہوں آپ کی حکومت کو ختم کرنے کا۔ آپ نے ہی تو مجھے صدر بنایا ہے۔ کیا آج میں کہوں کہ وہ غیرت مند نہیں رہا۔ لفظ استعمال کروں گا تو یہ کہیں گے کہ صدر کو کیا کہہ رہا ہے۔ اگلی بات نوابزادہ نصراللہ صاحب سے چار نومبر کو صدر فاروق لغاری ملتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ میں اسمبلی نہیں توڑنے جا رہا۔ جب اسمبلی توڑی گئی تو پھر نوابزادہ نصراللہ صاحب دوبارہ ان کے پاس گئے تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے تو 2 نومبر کو فیصلہ کرلیا تھا کہ میں حکومت توڑ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ نے میرے ساتھ کیوں جھوٹ بولا مجھے ہی بتا دیتے کہ آپ حکومت توڑ رہے ہیں۔ اگلی بات الیکشن ہوتے ہیں۔ بڑا آجکل ذکر ہوتا ہے حکومتی بنچوں کی طرف سے کہ صدر لغاری نے ایسا بہترین اقدام کیا کہ جس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ میں ان سے صرف یہ پوچھوں گا کہ اس نے تو بہترین اقدام کیا، اس نے تو اپنی محسن کے ساتھ بلکہ اپنی پارٹی کے ساتھ، جس کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کا وہ ممبر تھا، جس کا وہ چیف آرگنائزر رہا، اس نے اپنی پارٹی کے ساتھ دغا بازی کرکے اس حکومت کو ختم کیا۔ آپ کو اقتدار میں لایا۔ آپ نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ پہلی اپریل مکافات عمل کا وہی حصہ تھا جناب اس نے تو آپ کے ساتھ سب کچھ کیا، آپ نے اس کی جو پاور تھی وہ چھین لی اور اس کو وہاں بٹھا دیا۔ اور ہاں محترمہ نسرین جلیل صاحبہ میں نے اس دن نعرہ لگایا تھا، میں آج پھر اس فلور پر کہتا ہوں کہ دھوبی کا ------ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اس نے دغا بازی کی، آپ نے اس کو اٹھا کر کنارے لگا دیا۔ حالانکہ یکم اپریل نہیں تھی وہ 26 مارچ تھی۔ آج بھی میں اس پر قائم ہوں کہ یکم

اپریل کو آپ نے جو کچھ کیا میں نے 26 مارچ کو کہہ دیا تھا کہ آپ اس کے ساتھ کیا کرنے جا رہے ہیں ۔ آج اس کو سبق مل چکا ہوگا ۔ اپنوں سے دغا بازی ' اپنوں سے غداری کوئی برداشت نہیں کرتا ۔ جب آپ اپنے دوستوں کے ساتھ ہیں تو کھڑے رہیں اپنے دوستوں کے ساتھ' اس کے پاس ایک موقع تھا وہ کہہ سکتا تھا کہ جی میں صدر پاکستان آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا ۔ آپ خائن ہیں۔ آپ نے اپنے ملک کو تباہ کر دیا یہ کر دیا' وہ کر دیا۔ میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ میں استعفیٰ دے کے جا رہا ہوں۔ آپ نیا صدر لے آئیں۔

دوسری بات وہ یہ کر سکتا تھا کہ وہ کہتا کہ جی میں نے نیشنل اسمبلی کو dissolve کر کے اپنی پارٹی کے ساتھ غداری کی ہے۔ وہ پاکستان کے مفاد میں تھا اور پاکستان مفاد میں ' میں بھی استعفیٰ دے کے جا رہاہوں۔ لیکن نہیں جناب اس کا یہ مقصد ہی نہیں تھا۔ اس کا مقصد تو کچھ اور تھا وہ یہاں پہ صدارتی نظام لانا چاہتا تھا۔ اس کے actions دیکھیں۔ پہلی دفعہ dissolution کے دوران کوئی صدر یہ کہتا ہے کہ جی IMF اور World Bank کے ساتھ جو معاہدے ہوں گے میں گارنٹی کرتا ہوں '--- وہ گارنٹی کدھر گئی۔ آپ نے تو اس کو تیپٹ کر دیا۔ ایک صدر ریفرنس بھیجتا ہے کہ جی judges کی appointment Prime Minister کا نہیں president کا کام ہے۔ وہ تو جناب کسی اور لائن پر جا رہا تھا۔ صدر فاروق لغاری کو ' ہمارے غیرت مند بلوچ کو جو سزا ملی ہے وہ آپ نے دی ہے۔ وہ آپ کو لایا آپ نے اس کے ساتھ جو کچھ کر دیا یہ تو تاریخ اس میں بہت کچھ آگے چل کے کہے گی۔ جناب صدر' جناب چیئرمین ! sorry sir نواز شریف Prime Minister of Pakistan آج یہ ہمیں پتا نہیں ' میں سمجھتا ہوں یا تو ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئیں ہیں یا ہم نواز شریف کو نہیں جانتے یا یہ قوم نواز شریف کو نہیں جانتی یا نواز شریف اس ملک کے صوبے پنجاب ' جو سب سے بڑا صوبہ ہے کیا اس کا Finance Minister نہیں رہ چکا چار سال' کیا 85 سے 90 تک اسی صوبے کا Chief Minister نہیں رہا' کیا 90 سے 93 تک اس ملک کا وزیر اعظم نہیں رہا' کیا آج اس میں نئی change آ گئی ہے' کوئی نئے اس میں سرخاب کے پر لگ گئے ہیں۔ جناب یہی نواز شریف ہے جس نے پنجاب کی financing کا بیڑا غرق کر دیا۔ یہی نواز شریف ہے جو 5 نومبر کو 270 plots ایک دن کے اندر allot کر کے چلا جاتا ہے۔ کون کون ہیں' میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔ کوئی question نہیں راجہ صاحب۔ جناب راجہ صاحب کہیں question, question نہ کریں۔ ایک دفعہ کہیں۔ جناب میں آپ کی رولنگ

چاہوں گا' آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ آپ نے اقبال حیدر کو منع کیا آپ ان کو بھی منع کریں۔

جناب چیئرمین۔ میں یہی کہوں گا کہ بار بار question۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ 270 plots، 270 plots ایک دن کے اندر' ایک رات کے اندر وہ شخص الاٹ کر کے جاتا ہے اور حد ہے وٹو پہ' نکئی پہ' شیر پاؤ پہ وہی cases ہیں اور نواز شریف پہ وہ cases نہیں ہیں' نواز شریف پہ کریں تب آپ کی بات مانوں گا۔ ان پہ ہیں تو اس پر بھی ہوں گے۔ میں راجہ صاحب آپ کو بتا دوں accountability تب ہوگی جب دونوں طرف ہو گی۔ یکطرفہ accountability کبھی نہیں ہوگی۔ Accountability تب ہو گی اگر آصف زرداری کے ساتھ شہباز شریف کٹہرے میں کھڑا ہو گا' اگر ناہید خان کے ساتھ سیف الرحمٰن کٹہرے میں کھڑا ہو گا' اگر احمد صادق کے ساتھ آپ کاانور زاہد کٹہرے میں کھڑا ہو گا' اگر بے نظیر بھٹو کے ساتھ نواز شریف کٹہرے میں کھڑا ہو گا تب accountability ہو گی۔ یکطرفہ accountability قبول ہم نے پہلے کی ہے نہ ہم آئندہ کریں گے۔ جناب عالی! تو یہ نواز شریف آج ہم نے اس کو مسیحا بنا لیا کہ وہ آئے گا اور اس ملک میں چار چاند لگ جائیں گے اور جناب وہ آ کے اس ملک کی تقدیر بدل دے گا۔ دنیا اس کو جانتی نہیں ہے۔ اس کو آزما نہیں چکے۔ یہی ملک کے عوام' اسی ملک کے لوگ اس کو آزما چکے ہیں۔ جناب میں تو کیا کہوں گا کہ ہماری حالت تو ڈھائی سال بعد ہوئی تھی جو مہینے میں آپ کی حالت ہے۔خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں جائیں آپ سڑکوں پہ' انہی لوگوں کے پاس جائیں جو آپ کو لے کر آئے تھے۔ وہ آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ میں کہنا نہیں چاہتا دو مہینے کے اندر آپ کی وہ حالت ہو گئی ہے جو ڈھائی سال بعد ہماری حالت تھی۔ بہرحال آپ کو وقت بتائے گا۔ آپ کو وقت بتائے گا۔ اور کیا جناب آتے ہی------------جناب time لے سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ اور۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب دو۔ میں ابھی ختم کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ چلیں دو لے لیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب time بہت ہو تو بات کرنے کو دل بھی کرتا ہے۔ آج کر رہا تھا اگر موقع دیں تو ہم کچھ بات کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں ' باتیں تو آپ نے کر دی ہیں جو اصل بات تھی باقی کیا رہ گیا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ آتے جناب دو اسکیمز اس گورنمنٹ کی صرف دو اسکیمز National Debt Retirement Programme اور Economic Revival Package آج راجہ صاحب میں اس floor of the House پر بتا رہا ہوں ۔ آپ کا Economic Revival Package withdraw ہونے والا ہے' وہ ناکام ہو چکا ہے۔ آپ کے---------- چلیں وقت بتائے گا۔ ہمارے اندازے کبھی غلط نہیں ہوتے۔ چلیں سوچ لیں۔ ہم ہوش میں ہیں۔ آپ ہوش میں آئیں۔ ہوش میں اپوزیشن ہوتی ہے' گورنمنٹ نہیں ہوتی' آپ گورنمنٹ میں ہیں اسی لئے آپ کو ہوش نہیں رہا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ عباسی صاحب آپ بجائے راجہ صاحب کے اگر مجھے ایڈریس کریں۔ شاید آسانی ہو گی۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب معذرت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ کیونکہ راجہ صاحب سے--------

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب معذرت چاہتا ہوں۔ میری راجہ صاحب سے معذرت ' کیوں راجہ صاحب میرے ویسے بہت بزرگ ہیں۔ جب ان کو بات کر رہا ہوں تو ان کو مخاطب نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین۔ ہاں۔ راجہ صاحب آپ کو اس لئے provoke کر رہے ہیں تاکہ آپ تقریر سے اکھڑ جائیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب میں راجہ صاحب کو جب مخاطب کرتا ہوں تو حکومت --- ہم کیا اکھڑیں گے ہم تو اکھڑ چکے ہیں اب وہ اپنی فکر کریں ۔

جناب چیئرمین ۔ مجھے مخاطب کریں ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب National debt retirement programme ۔ جناب اس کا بڑا پروپیگنڈہ ہے ۔ پہلے دن میاں صاحب آتے ہیں ۔ بہت اچھی تقریر تھی۔ مبارکباد ہے نذیر ناجی کو ۔ مبارکباد ہے اس کو کہ بہت اچھی تقریر لکھتا ہے ۔ اور پھر مبارکباد ہے میاں نواز شریف کو کہ ایک میٹرک پاس آدمی کو اکیڈمی آف لیٹرز کا چیئرمین بنا دیتے ہیں ۔ بہت مبارک

ہو دونوں کو بڑی اچھی تقریر لکھتے ہیں ۔ آئے ، تقریر ہوئی ۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے ۔ پروگرام launch ہوتا ہے ۔ اس میں یہ پروپیگنڈہ ہے کہ پاکستان کے قرضے اتر جائیں گے ۔ خدا کا واسطہ ہے ، کبھی سوچا ہے ۔ اس ملک کے باسٹھ ملین ڈالر کے قرضے ہیں ۔ باسٹھ ملین ڈالر کے قرضے آپ جمع کیوں نہیں کرتے ۔ ان کی اپنی فگرز کے مطابق جو پچھلا ایک question دیکھ رہا تھا ، اس میں کوئی 222 بلین ڈالر کی انہوں نے فگر دی ہے ۔ جس میں سے جناب! چونسٹھ ملین ڈالر وہ رقم ہے جو ٹرانسفر ہوئی ہے ۔ جو current account already پاکستان میں فارن کرنسی کے پڑے ہوئے ہیں ۔ وہ ساڑھے پانچ پرسنٹ سے ٹرانسفر ہو کے ساڑھے آٹھ پرسنٹ کے اکاؤنٹ میں چلے گئے ہیں ۔ ایک سو چالیس ملین ڈالر آپ کے پاس رہ گئے ۔ یار ایک سو چالیس ملین ڈالر پر کیا کرو گے ۔ کونسا اس ملک کا قرضہ اترے گا ۔ آپ نے لوگوں کو اندھا بنایا ہے کہ قرضہ اترے گا ۔ جب نواز شریف نوسو کروڑ ، جو اتفاق گروپ کی طرف ہیں ، وہ جمع کروائے گا بینکوں میں ، یہ نہیں کہ ری شیڈولنگ ہو گی ، یہ نہیں کہ بینکوں کو نوٹس جائیں گے ۔ ہاں آپ وزیر اعظم ہیں ۔ یہی بات میں آپ کو کہہ رہا ہوں ۔ جب accountability کی بات ہوتی ہے تو یہاں آپ لوگ مارے جائیں گے ۔ جب نواز شریف اپنے پرانے ، غلط ، گندے کاموں کو صحیح کرنے کے لیے دوبارہ غلط کام کرے گا ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جناب ۔ اکرم شاہ صاحب ۔ Akram Shah Sahib is one of the Leaders of the party. اس کے بعد اس طرف میں آتا ہوں ۔

جناب اکرم شاہ خان ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! آج ملک کی جو سیاسی ، اقتصادی صورتحال ہے اس پر بحث کرنے کے لیے گھنٹوں چاہیئں ۔ لیکن آپ نے وقت کا تعین کر دیا ہے ۔ میں کوشش کروں گا کہ اسی وقت میں اپنی گزارشات پیش کر سکوں ۔ جناب چیئرمین ! موجودہ حکومت نے برسراقتدار آتے ہی جو قابل تحسین کام کیا وہ تیرہویں ترمیم کی شکل میں تھا اور بالخصوص اس میں 58(2)(b) ۔ جناب چیئرمین ! موجودہ گورنمنٹ نے 58(2)(b) کو ختم کر کے پارلیمنٹ پر اور اس قوم پر بہت بڑا احسان کیا ہے ۔ اور پارلیمنٹ کے سر سے وہ لٹکتی ہوئی تلوار ہمیشہ کے لیے ختم کر دی جس کی وجہ سے ہر وقت ہمارے پارلیمنٹیرین پہ خوف چھایا رہتا تھا اور ہمارے پارلیمنٹیرین بے اعتمادی کا شکار تھے اور عوام کا جو پارلیمنٹ پر اعتماد اٹھ چکا تھا ، وہ صورتحال

بھی ختم ہو گئی۔

جناب چیئرمین ! انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پہ موجودہ ڈیبیٹ میں بھی ہمارے کچھ دوست اپنی تقریروں میں یہ بار بار کہتے ہیں کہ فاروق احمد لغاری صاحب نے اسمبلی کو dissolve کر کے بے نظیر صاحبہ کی یا پیپلز پارٹی کی حکومت کو ختم کر کے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ جناب چیئرمین ! مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے اور معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ یہاں کی جمہوریت پسندی ہے کہ جب غلام اسحاق خان 1990 میں پیپلز پارٹی کی حکومت ختم کرتے ہیں ، اسمبلی کو dissolve کرتے ہیں تو یہ مسلم لیگ کے لیے سب سے زیادہ خوشی کا مقام ہوتا ہے ۔ پیپلز پارٹی کے لیے یہ سب سے زیادہ تکلیف دہ صورتحال ہوتی ہے ۔ لیکن وہی غلام اسحاق خان جب 93 میں نواز شریف صاحب کی حکومت ختم کرتے ہیں ، مسلم لیگ کی حکومت ختم کرتے ہیں ۔ اسمبلی کو dissolve کرتے ہیں تو پھر پیپلز پارٹی کے لوگ مٹھائیاں بانٹتے ہیں اورمسلم لیگ والے مارے مارے پھرتے ہیں ، عدالتوں میں جاتے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! انتہائی معذرت کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جمہوریت کی بات نہیں ہے۔ یہ جمہوریت پسندی نہیں ہے ، یہ جمہوریت دوستی نہیں ہے ۔ یہ 58 (2) (b) کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ یہ ہوس اقتدار ہے۔ یہ رویہ کہ جب ہماری اسمبلی ٹوٹے تو 58 (2) (b) سب سے بدترین چیز بن جاتی ہے اور جس کی اسمبلی ٹوٹتی ہے وہ عدالتوں میں جاتا ہے لیکن دوسرے لوگ اس کو قابل تحسین اور اچھا قدم سمجھتے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی جمہوریت کی بات نہیں ہے۔ یہ کوئی جمہوریت دوستی کی بات نہیں ہے کہ ہم اس طرح کا رویہ اپنائیں۔ بہرحال جناب والا! 58 (2) (b) کا خاتمہ تیرھویں ترمیم یقینا" موجودہ حکومت کی ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔ یہ اس کے لئے مبارکباد کی مستحق ہے۔ میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین ! ہمیں اپنے آئین کو مکمل وفاقی پارلیمانی جمہوری طرز پر بنانا پڑے گا ۔ جناب چیئرمین ! اس ملک میں جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے آئین میں جو ترامیم کی جا رہی ہیں یقینا" وہ قابل تحسین ہیں لیکن جناب والا! ہمارا ملک ایک وفاق ہے۔ اس کی چار اکائیاں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان چاروں اکائیوں کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری دی جائے۔ ان چاروں اکائیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے ۔ جناب والا! میں یہاں ایک گزارش کروں گا کہ پشتون جو اس وفاق کی ایک اکائی ہیں ۔ انگریزی استعمار نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے ان کو مختلف ٹکڑوں

میں تقسیم کر رکھا تھا لیکن آج ملک کو بنے ہوئے پچاس سال ہوگئے اس عرصے میں نہ تو پشتونوں کو ایک اکائی میں متحد کیا گیا اور نہ ہی ان کے قومی تشخص کو بحال کیا گیا تو جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے اس آئین کو مکمل وفاقی آئین بنایا جائے اور پشتونوں کے پچاس سال پرانے مطالبے کے مطابق ، جب سے یہ ملک بنا ہے ، ان کے بکھرے ہوئے علاقوں کو ، ان کی تقسیم شدہ حیثیت کو ختم کرکے ان کو ایک اکائی میں متحد کیا جائے اور ان کے صوبے کا نام پختونخواہ یا پشتونستان رکھا جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ موجودہ حکومت اس ملک کو ایک صحیح وفاقی نظام دے گی۔

جناب چیئرمین! سینٹ وفاق کی علامت ہے۔ سینٹ جس میں وفاق کی اکائیاں اپنے اپنے حقوق کا تحفظ کرتی ہیں لیکن ہمارے ہاں سینٹ کے اختیارات' اس کی حیثیت بہت کم ہے ، اختیارات بہت کم ہیں اور یہ نمائشی حد تک ہیں۔ قومی اسمبلی میں وہی صورت حال برقرار رہتی ہے۔ قومی اسمبلی میں بھی ایک صوبہ پنجاب ہے اس کو آپ جتنا جمہوری بنا لیں لیکن باقی تینوں صوبوں کے مل کر بھی ووٹ پنجاب کے برابر نہیں۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ سینٹ کو ، جس میں وفاق کی اکائیوں کو برابر نمائندگی حاصل ہے زیادہ سے زیادہ بااختیار بنایا جائے۔

جناب چیئرمین! میں اب اس بات کی طرف آؤں گا کہ ہم بار بار ہر وقت جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! جمہوریت کا مطلب صرف ووٹ کا استعمال نہیں ہے بلکہ آزادی رائے ہے لیکن ہمارے ملک میں بدقسمتی سے کروڑوں عوام کی رائے اب تک آزاد نہیں ہے۔ وہ اپنی رائے کا استعمال آزادی سے نہیں کر سکتے بلکہ ان کی رائے اس ملک کے وڈیروں' جاگیرداروں ، چوہدریوں اور سرداروں کے تابع ہوتی ہے۔ لہذا واقعی ایک جمہوری معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ لوگ اپنی رائے کا حق آزادی سے استعمال کر سکیں اور جب رائے استعمال کریں تو انہیں مکمل آزادی ہو اور ان کی رائے پر کوئی زبردستی نہ کر سکے۔

جناب چیئرمین! اب میں اپنے ملک کی معاشی اور اقتصادی صورتحال کی طرف آتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت ہمارا ملک معاشی تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اس وقت معاشی طور پر ہم مکمل طور پر تباہ ہیں۔ موجودہ حکومت نے ڈھائی ماہ کے دوران اقتصادی صورتحال کودرست کرنے کے لئے جتنے بھی پیکجز دیئے ہیں ، انہوں نے اس سلسلے میں جتنی بھی کارروائی کی ہے ، بار بار بیانات آئے ہیں کہ ہم نے اقتصادی پیکج دیا ہے صنعتکار بڑے خوش ہیں ، تاجر بڑے

خوش ہیں ، فلاں طبقہ بڑا خوش ہے لیکن جناب والا! اس دوران عوام کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ کوئی ایسا بیان یا کوئی ایسا پیکیج سامنے نہیں آیا کہ جس سے ہم کہہ سکیں کہ عوام کے لئے کچھ کیا گیا ہے۔ جناب والا! عوام اس سے انداز ہ لگاتے ہیں کہ صبح شام مارکیٹ میں چیزوں کے نرخ کیا ہیں ۔ چینی کیسے مل رہی ہے ، آٹا کس بھاؤ مل رہا ہے اور گھی کس نرخ پر مل رہا ہے ۔ تو جناب چیئرمین ! اس وقت ہمارا ملک اور اس ملک کے کروڑوں عوام زندگی گزارنا ان کے لئے مشکل بن گیا ہے زندگی کو برقرار رکھنا ان کے لئے مشکل بن گیا ہے ۔

جناب چیئرمین ! یہ کوئی آئی ایم ایف کا فارمولا نہیں ، یہ کوئی ملکی بجٹ نہیں، ایک سادہ سا سوال ہے کہ ایک پندرہ سو روپے ماہوار تنخواہ لینے والا شخص، دو ہزار روپے ماہوار تنخواہ لینے والا شخص جب دو بوری آٹا خریدے گا اپنے بچوں کو زندہ رکھنے کے لئے تو اس کے بعد اس کے پاس کیا بچے گا ۔ دو سو روپے ، چار سو روپے۔ آیا ان دو سو روپوں میں وہ اپنے بوڑھے والدین کے لیے دوائی یا اپنے گھر کے لئے خرچہ اور اپنے بچوں کے سکول کی فیس ادا کر سکے گا ؟ قطعاً نہیں کر سکتا جناب چیئرمین ! اس وقت ہمارے عوام بنیادی ضروریات یا بنیادی حقوق آپ کہہ لیں جو کہ قرون وسطیٰ میں لوگوں کو حاصل تھے ، جو کہ آج سے سینکڑوں سال پہلے تعلیم کی مفت سہولیات ، علاج کی مفت سہولیات لیتے تھے ، آج اکیسویں صدی میں ہمارے عوام اس سے روز بروز محروم ہو رہے ہیں۔ آج ہمارے عوام کے لئے علاج ، تعلیم روزگار ایک انتہائی ناگزیر چیز بن گئی ہے۔

جناب چیئرمین ! بد قسمتی ہمارے ملک کی یہ ہے کہ پچھلے پچاس سالوں سے جتنے ہمارے حکمران رہے ہیں ان کی مثال اس بادشاہ جیسی ہے کہ جب لوگ بھوک سے مرنے لگے اور لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ روٹی نہیں مل رہی تو بادشاہ نے کہا کہ روٹی نہیں ملتی تو آپ کیک کیوں نہیں کھا لیتے ۔ پچھلے پچاس سال سے وہ طبقہ ہمارا برسراقتدار چلا آ رہا ہے جن کو یہ احساس نہیں ہے کہ آج ہمارا ملک اکیسویں صدی میں پہلے اور جو کہ قرون وسطیٰ میں لوگوں کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں ، آج اکیسویں صدی میں ہمارے لوگ اس سے محروم ہو تے جا رہے ہیں ۔ آج غریب آدمی علاج اور تعلیم کے لئے تصور بھی نہیں کر سکتا ۔ تو جناب چیئرمین ! ہمارے عوام مہنگائی کی جس بھٹی میں پس رہے ہیں ، گرانی کی جس بھٹی میں پس رہے ہیں ، بے روزگاری کے جس عذاب میں مبتلا ہیں تو میری گزارش اپنے حکمرانوں سے یہ ہو گی کہ ٹھیک ہے آپ صنعت کار طبقہ کو فائدہ پہنچائیں ، آپ تاجر طبقہ کو فائدہ پہنچائیں لیکن اس طریقے سے ، اس ratio سے

کہ ہمارے ملک کے عوام کی کچھ بھلائی ہو۔ اس میں یہ نہیں کہ آپ ان کو چھوٹ دے رہے ہیں کہ وہ پہلے جتنا exploitation کر سکتے تھے آپ نے ان کے لئے اور دروازے کھول دیئے۔ پہلے وہ جتنا استحصال کر سکتے تھے آپ نے ان کو اور چھوٹ دے دی۔ تو لہٰذا عوام کا بھی کچھ سوچیں ' عوام کے لئے بھی کچھ کریں کہ عوام کو اس ملک میں کم از کم دو وقت کی روٹی تو میسر ہو۔

جناب چیئرمین! جب ہمارا بجٹ آتا ہے تو ہماری ٹوٹل قومی آمدنی اس مد میں چلی جاتی ہے یا تو ہم اس سے قرضہ اور اس کا سود ادا کر پاتے ہیں یا ہم اس سے اپنی فوج پال سکتے ہیں۔ باقی ہمیں سارا سال دوسروں کے دروازے پر بھکاری بن کر جانا پڑتا ہے۔ جناب چیئرمین! ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مدوں میں اس کے خرچ کو کم کیا جائے تاکہ ہمارے لوگ تھوڑا سکھ کا سانس لے سکیں۔ جناب چیئرمین! اس حالت میں ' ملک کی اس بدترین اقتصادی اور معاشی بحران میں ہمارے صوبے کی جو حالت ہے اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ وفاقی فنڈ سے ہمارے ہاں جتنے بھی منصوبے تھے یا تو وہ بند پڑے ہیں یا ادھورے رہ گئے ہیں یا فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں مثلاً بولان میڈیکل کالج ہے جس کو 19974-75 میں مکمل ہو جانا چاہئیے تھا۔ جناب چیئرمین! اس میں پانچ چھ سو بستروں کا ہسپتال ہے جس کو 74.75 میں مکمل ہو جانا چاہئیے تھا۔ آج 97ء ہے یعنی کہ 22 سال سے ہمارے صوبے کے عوام اس سہولت سے محروم ہیں۔ پانچ چھ سو بستروں کا ہسپتال وہاں پر ایک سنڈیمن ہسپتال ہے جو کہ آزادی سے پہلے کا بنا تھا۔ اسی طرح میرانی ڈیم ' یہ ملک بننے سے پہلے کا منصوبہ ہے۔ پچاس سال اس کی feasibility اور یہ چیزیں بنانے کے بعد آج کہہ دیا ہے کہ جی نہیں میرانی ڈیم نہیں ہنگول ڈیم۔ اسی طرح سے جناب آپ نے سینڈک پراجیکٹ کا روز پڑھتے ہیں۔ یہاں ہم اس پر بحث کرتے ہیں کہ اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد اب اس کو بند کیا جا رہا ہے۔ ہماری سڑکوں کی حالت ' ریلوے کی جو ہماری حالت ہو گئی ہے کہ انگریز کے وقت سے ہمارے پاس جتنا ریلوے کا نظام تھا اس میں سے اب سینکڑوں میل کم کر دیئے گئے ہیں بلکہ بند کر دیئے گئے ہیں تو اسی طرح ہمارے صوبے میں پانی کا مسئلہ ' بجلی کا مسئلہ ' چونکہ ہم underground water سے زمینداری کرتے ہیں تو اس کے ساتھ WAPDA کا بڑا تعلق ہے۔ وہ مکمل طور پر ہمارے ہاں رکا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! احتساب کی بات ہو رہی ہے۔ روزانہ اخبارات میں آتا ہے کہ اتنے آفیسرز پکڑے گئے ' اتنے نکال دیئے گئے لیکن جناب چیئرمین! ایمانداری کی بات یہ ہے کہ افسر

شاہی میں، بیوروکریسی میں کوئی خوف نہیں۔ وہ کوئی خوف محسوس نہیں کر رہے ہیں اور corruption پہلے سے بڑھ گئی ہے کیونکہ احتساب transparent نہیں ہے۔ احتساب شفاف نہیں ہے اور لوگوں کو اس پر اعتماد نہیں ہے ۔ ان کو پتا ہے کہ کس کو پھنسانا ہے اور کس کو بچانا ہے ، لہذا بیوروکریسی میں کوئی خوف و خطر نہیں ہے اور وہ پہلے سے زیادہ corruption میں اس وقت مبتلا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اس ملک کی امن و امان کی جو صورتحال اب بن گئی ہے وہ انتہائی خوفناک اور دہشت ناک ہے ۔ جناب چیئرمین ! بات کی جاتی ہے کہ دہشت گرد، دہشت گرد آسمان سے ٹپک پڑے یا زمین سے اگ آئے۔ یہ وہ دہشت گرد ہیں جن کی پچھلے 20 سال سے ہمارے Intelligence ادارے تربیت کرتے رہے ہیں۔ یہ تمام دہشت گرد جو دہشت گردی کرتے پھر رہے ہیں وہ ہمارے اداروں کے تربیت یافتہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ہم تربیت کر کے افغانستان تخریب کاری کے لئے بھیجتے تھے۔ آج چونکہ وہاں ان کے لئے charm نہیں رہا تو وہ اپنے ہی ملک میں دہشت گردی میں ملوث ہو گئے ہیں۔ جناب چیئرمین ! آج بھی میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ادارے دہشت گردوں کو تربیت دینے میں ملوث ہیں اور ان کی آج بھی تربیت جاری ہے ۔ آج پورے ملک میں دہشت گردوں کی حکمرانی ہے۔ آج وزیر داخلہ کا خاندان ان سے محفوظ نہیں ۔ آج وزیر داخلہ کا اپنا گھر اس سے محفوظ نہیں تو ایک عام آدمی کی کیا حالت ہے جناب ۔

جناب چیئرمین ! میں آخر میں خارجہ پالیسی پر گزارش کروں گا کہ موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے دو تین مہینے بعد بھی بلکہ ان دو تین مہینے میں انہوں نے اپنی کوئی خارجہ پالیسی واضح نہیں کی ۔ اس وقت ہماری خارجہ پوزیشن تقریباً اس طرح ہے کہ تمام ہمسایہ ممالک ، ہندوستان سے ہماری دشمنی ایران کے ساتھ ہمارے تعلقات کی اس وقت بڑی نازک صورتحال ہے ، چین کے ساتھ ہمارے تعلقات خراب ہو رہے ہیں ، افغانستان کو ہم نے میراث سمجھ رکھا ہے اور پچھلے 20 سال سے وہاں پر مداخلت کر رہے ہیں ، وہاں پر لوگوں کو مار رہے ہیں، وہاں پر destabilization پیدا کر رہے ہیں۔ تو جناب چیئرمین ! میری گزارش یہ ہوگی کہ ہمیں خارجہ پالیسی دوسروں کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ اپنے ملک کے، اپنے عوام کے مفاد کے لئے بنانی چاہیئے جس میں ہمارا ملکی مفاد ہو اور اس کے لئے بہترین پالیسی یہ ہو گی کہ ہم ہمسایہ ملکوں سے

بہتر تعلقات، اسلامی دنیا سے بہتر تعلقات رکھیں، سنٹرل ایشین ممالک اور ساری دنیا سے برابری کی بنیاد پر ہم اپنی خارجہ پالیسی کو استوار کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! معافی چاہتا ہوں ایک منٹ آپ کا لوں گا۔ اس وقت پشتونوں میں، جیسے میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ ہمارے وفاق کی ایک اکائی ہے، کالا باغ ڈیم کا جو مسئلہ چھیڑ دیا گیا ہے اور جس طریقے سے اس کو impose کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! پشتون اپنے مفادات کے خلاف کسی منصوبے کو بھی کسی طرف سے کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ تو اس پر میری گزارش ہے کہ ایسی چیزوں کو نہ چھیڑا جائے جس سے ہمارے وفاق کو پھر اکٹھے رکھنا ہمارے لئے مشکل بن جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ ملک عبدالرؤف، غیر حاضر۔ قاضی انور صاحب۔

قاضی محمد انور۔ جناب چیئرمین! صدر مملکت نے 26 مارچ کو جو مشترکہ ایوان سے خطاب کیا اس میں سابقہ حکومت کی برطرفی، اسمبلی کی dissolution وغیرہ شامل ہے۔ اس میں جناب والا! ہماری پارٹی کا جو موقف ہے وہ بہت واضح ہے۔ صدر مملکت کا اقدام آئینی، قانونی، جائز اور پاکستان کے مفاد میں تھا۔ سابقہ حکومت اداروں کو ختم کر چکی تھی، جوڈیشری اور ایگزیکٹو کا آپس میں تصادم تھا۔ صوبوں میں وفاقی حکومت صوبائی حکومتوں کو destabilize کرتی تھی۔ میرے صوبے میں حکومت کو ختم کرنے کے لئے وفاقی حکومت، وفاقی ادارے اور مہران بنک استعمال ہوا۔ مہران بنک سے کروڑوں روپے آفتاب شیر پاؤ نے لئے ہیں اور یہ judicial record پر ہے، جسٹس قدیر چوہدری کی رپورٹ میں جس کا ذکر ہوا ہے اور جو آپ کے سامنے آئے گی، وہ چیئرمین تھے، چیئرمین نے کہا ہے کہ I hold Aftab Sherpao responsible اور اس میں چیئرمین نے یہ بھی کہا کہ

Aftab Sherpao is responsible, he is the politician who received the money from Mehran Bank but I will not convict him because he is not before me and he should be given a notice.

جناب ہم چیختے رہے پچھلے تین سال سے کہ مہران بنک کا چور ہمارا صوبائی وزیر اعلیٰ تھا جس نے مہران بنک کو لوٹا اور ہمارے پاس documentary evidence ہیں، کیسٹس ہیں، اسکے ٹیلی فون بلز

ہیں، آفتاب شیرپاؤ کے اورحمید اصغر قدوائی کے کہ ان تاریخوں پر ان کے پاکٹل سے ان کے ٹیلی فون سے، ان کے درمیان بات ہوئی تھی۔ ہم نے کہا ہمیں موقع دو ہم یہ ثابت کردیں گے۔ تین سال ہم چیختے رہے۔ کبھی ہم ادھر آئے، ہم نے ادھر کمیشن میں درخواست دی کہ ہمیں سنو، کمیشن نے کہا کہ نہیں آپ دیر سے آئے ہیں۔ ہم صوبائی اسمبلی میں گئے، انہوں نے کہا یہ معاملہ کمیشن میں زیر غور ہے اور subjudice ہے۔ ہم سپریم کورٹ میں آئے اور ہم نے ہر جگہ یہ کہا کہ ہمیں ثابت کرنے دیں کہ مہران بنک کو کس نے لوٹا۔

جناب آج جو صورتحال ہے، صدر صاحب نے اپنے خطاب میں فاٹا کے لوگوں کو حق رائے دہی دینے پر یہ کہا ہے کہ انہوں نے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے۔ ہماری پارٹی کے صدر اس ایوان میں یہ کہہ چکے ہیں کہ یہ اس وقت تک نامکمل ہے جب تک آپ فاٹا کے لوگوں کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا حق نہیں دیتے۔ فاٹا میں (Frontier Crimes Regulation) FCR ہے۔ وہ 1901ء کا قانون ہے، فرسودہ قانون ہے۔ جس قانون کو آپ کی سپریم کورٹ black law کہہ چکی ہے۔ فاٹا میں آج بھی administration through FCR ہوتی ہے۔ فاٹا کے لوگ کسی بھی عدالت میں نہیں جاسکتے۔ اور جناب ایک بہت ہی عجیب ستم ظریفی ہے کہ فاٹا کے 16 parliamentarians اس ایوان اور نیشنل اسمبلی میں بیٹھے ہیں، مجھے یہ بھی سمجھ نہیں آتی ہے کہ یہ کس کے لئے قانون بناتے ہیں۔ آئین کے تحت اس ایوان کا بنا ہوا کوئی قانون فاٹا میں لاگو نہیں ہے۔ Article 247 یہ کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کا بنا ہوا، صوبائی اسمبلی کا بنا ہوا کوئی بھی قانون فاٹا میں نافذ نہیں ہوتا۔ فاٹا سے آپ legislator تو لاتے ہیں لیکن اس ایوان میں کی ہوئی legislation فاٹا میں نہیں جاتی۔ وہ انگریزی دور کا بنا ہوا کالا قانون FCR آج بھی فاٹا میں ہے۔ ہم نے بار بار یہ کہا کہ ان فاٹا کے لوگوں کو انسانی حقوق دو، ان کو انسان سمجھو۔ فاٹا میں کسی کو گرفتار کرلیا جائے تو وہ آپ کی ہائی کورٹ میں نہیں جاسکتا، آپ کی ہائی کورٹ اس کی رٹ کو accept نہیں کرتی۔ آپ کی ہائی کورٹ کہتی ہے کہ ہمارے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، آئین کے تحت فاٹا میں ہماری jurisdiction نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے یہ کہا کہ اگر آپ بالغ رائے دہی کا حق ان کو دینا چاہتے ہیں تو ان کو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دیں، وہاں سیاست شجر ممنوعہ ہے، وہاں کوئی سیاسی پارٹی جلسہ نہیں کر سکتی، کوئی سیاسی پارٹی اپنا دفتر نہیں کھول سکتی۔ فاٹا سے تعلق رکھنے والا آدمی کسی سیاسی پارٹی کا ممبر نہیں بن سکتا اور اگر بنے تو پولیٹیکل ایجنٹ اس کو

FCR کے تحت سزا دے دیتا ہے۔

جناب آج ہمارا معاشرہ ایک directionless society ہے جس کی کوئی سمت نہیں ہے۔ یہ مادر پدر آزاد سوسائٹی ہے، جس کی سمت کا تعین نہیں ہے کہ ہم کیا بننا چاہتے ہیں، آپ کس سمت ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔ پچاس سال گزر گئے یہ تعین نہیں ہوسکا کہ یہ اسلامی ملک بنے گا، یہ social welfare state بنے گی، یہ socialist state بنے گی ۔ یہاں لوگوں کی اپنی زندگی عذاب بن گئی ہے۔ اس لئے کہ کوئی سمت نہیں ہے۔ یہاں صرف سیاسی شعبدہ بازی اور سیاسی نعرے ہیں اور ان سیاسی نعروں سے کسی سمت کا تعین آج تک کسی سے نہیں ہوا کہ وہ جنہوں نے نعرے دیئے، انہوں نے بھی ہوم ورک نہیں کیا۔ ان کا بھی کوئی primary route نہیں تھا، کوئی بھی sincere نہیں تھا اپنے نعروں سے، جنہوں نے بھی، جتنے بھی نعرے دیئے۔ وہ نعرے محض شعبدہ بازی تھے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج ہم ایک directionless society ہیں، جس کی کوئی صحیح نہیں جس کی کوئی منزل نہیں، جوکھو گئے ہیں اور قتل عام میں مصروف ہوگئے ہیں، ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں۔

[At this stage the Chair was occupied by Ch. Muhammad Anwar Bhinder]

قاضی محمد انور۔ جناب والا! جمہوریت کے لئے جمہوری ادارے ہوتے ہیں اور ان کی بنیاد آپ کی لوکل گورنمنٹ ہے۔ ستم ظریفی ہے کہ مارشل لاء کی عدالت نے لوکل گورنمنٹ کے ادارے قائم کئے ۔ 1979,1983. میں جو الیکشن ہوئے ، یہ مارشل لاء کے الیکشن تھے اور جب سے اس ملک میں مارشل لاءختم ہوا ہے اور جمہوری حکومتیں قائم ہوئی ہیں ، تو لوکل گورنمنٹ کو نامزد لوگوں کے ذریعہ سے چلایا گیا ۔بار بار توسیع کے لئے کہا گیا کہ الیکشن نہ ہوں ۔ میرے صوبے میں 1987 کے بعد کوئی الیکشن نہیں ہوا ۔ آج دس سال گزر گئے ہیں لوکل گورنمنٹ کا الیکشن نہیں ہوا ۔ لوکل گورنمنٹ بھی بیوروکریٹس چلا رہے ہیں ۔ لوکل گورنمنٹ کے ادارے بنیادی جمہوری ادارے ہیں لیکن یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ وہ حکومتیں جو جمہوریت کے نام سے آتی ہیں ، وہ جمہوری اداروں کو نہ تو کام کرنے دیتی ہیں اور نہ ہی انہیں پھلنے پھولنے دیتے ہیں۔ اقتصادی صورت حال بدترین ہے ۔

یہاں جب بھی اقتصادی صورت حال کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے ' اس جائزے میں ایک عنصر کو بھلا دیا جاتا ہے اور وہ عنصر اس ملک کا مزدور ہے ۔ وہ جو صنعت کی بنیاد ہے ۔وہ جو آپ کی پیداوار کا خالق ہے ' اس کی زندگی بدترین ہے ۔ اس کے لئے جو legislation ہوئی ' وہ مارشل لاء والوں نے کی ۔ یہ بھی ایک ستم ظریفی ہے کہ مزدوروں کے لئے اجتماعی سودا کاری کا حق ' ٹریڈ یونین کا حق ' پہلے تو انگریزوں نے ٹریڈ یونین کا ایکٹ 1926 سے دیا اور بعد میں یحیٰی خان کے وقت نور خان کو appoint کیا اور Industrial Relation Ordinance 1969 آیا ۔ آپ دیکھیئے کہ اس کے بعد کتنا وقت گزر گیا ۔ کوئی حکومت لیبر پالیسی نہیں دے سکی ۔ مزدوروں کی اوقات کار کے متعلق جو واحد قانون آپ نے بنایا ' وہ 1968 میں بنا ۔ Standing Order Ordinance جو اس بات کا تعین کرتا ہے کہ آپ کسی وجہ کے بغیر مزدور کو نہیں نکال سکتے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج مزدور کی minimum wage Ordinance 1961 کے تحت 1500 روپے ہے ۔ میرے بلوچستان کے ساتھی نے اسی لئے جب 1500 روپے کا کہا تو اس نے ٹھیک کہا ہے کہ آج بھی مزدور کی minimum wages 1500 روپے ہے۔ یہ اس کی minimum wage ہے ۔

Mr. Presiding Officer: No interruption on either sides of the speaker.

Qazi Muhammad Anwar: I argue, you have the time for even Gulsher and other Senators, he has given me this time.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں وہ عرض نہیں کر رہا ' میں تو آپ کی تقریر میں جو interference ہو رہی ہے ' اس کو check کر رہا ہوں ۔

قاضی محمد انور ۔ جناب والا! اس پر یہ بھی دیکھیئے کہ جب یہ محسوس کیا گیا کہ مربوط واضح لیبر پالیسی کے بغیر صنعت ترقی نہیں کر سکتی اور صنعت کاروں اور مزدور کے درمیان واضح تعلقات کے بغیر صنعت ترقی نہیں کر سکتی تو مارشل لاء کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ضیاء الحق نے ایک لیبر کمشن بنایا ' اس کی رپورٹ بھی آئی لیکن وہ شائع نہ ہو سکی۔ بے نظیر 1988 میں آئیں ' انہوں نے ایک کمشن بنایا ' اس کمشن نے بھی کام کیا' اس کمشن کی رپورٹ آئی اور

اس کمشن کی رپورٹ نافذ نہ ہو سکی۔ پھر نواز شریف صاحب آئے انہوں نے کہا کہ ہم لیبر پالیسی دیں گے ۔ وہ لیبر پالیسی نہ دے سکے اور 1993 میں چلے گئے۔ 1993 میں بے نظیر دوبارہ آئی اور اس نے پھر ایک لیبر کمشن بنایا ' اس میں ' میں بھی ممبر تھا ۔میں نے اس کی more than five hundred pages report. We have given our recommendations لکھی ہے ۔ اس نے سارے ملک کا دورہ کیا ہے ۔ ان کا وزیر اکبر لاسی بار بار کہتا رہا ہے کہ آج ' کل ' رپورٹ آ جائے گی' پالیسی آ جائے گی ' وہ چلے گئے لیکن پالیسی نہیں آئی ۔

یہ وہ مزدور ہیں جن کی آپ بات کرتے ہیں ' ان کی آپ آج تک رپورٹ نہیں دے سکے اور جب تک یہ لیبر پالیسی نہیں آئے گی۔ جب تک ان کے درمیان واضح رشتے کا تعین نہیں ہو جاتا' اس وقت تک آپ صنعتی ترقی نہیں کر سکتے ۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ باقی پاکستان میں صنعتوں کا کیا حال ہے لیکن میرے صوبے میں جو صنعتیں پاکستان کے وقت تھیں ' وہ بند ہو گئی ہیں ۔وہاں پانچ چھ کارخانے تھے' وہ سب بند ہیں ۔میرے صوبے کا مزدور تو کراچی جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو اپنی محنت بیچنے کی بھی جگہ نہیں ملتی۔ جمہوری نظام میں قانون کی حکمرانی ہوتی ہے ۔رول آف لاء ہوتا ہے ۔ اس ملک میں بدقستی سے قانون کی حکمرانی کا کوئی تصور نہیں ہے ۔یہاں قانون خواص کے لئے ہے ۔ عوام کے لئے نہیں ہے۔ یہاں چند وہی لوگ جو مراعات یافتہ ہیں ۔جو پریویلیجز رکھتے ہیں۔جن کی پریویلج یہ بھی ہے کہ پہلے میں بات کروں ۔میرا نام آئے ۔ہماری پریویلجز ہیں اور شاید آپ کا یہ ایوان پریویلیجڈ سوسائٹی کا ایوان ہے ۔اس کے ساتھ عام آدمی کا کیا تعلق ہے۔ یہاں تو لوگ جیلوں اور تھانوں میں ہوتے ہیں تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا کہ ان کو کس جرم میں بند کیا گیا ہے ۔یہاں کوئی رول آف لاءنہیں ہے اور رول آف لاء تب ہی ہو سکتا ہے اگر مساوات ہو ۔سٹیزن کی equality before law ہو۔ تبھی قانون کی حکمرانی ہو سکتی ہے جب کمزور طاقتور کے سامنے اپنے آپ کو محفوظ سمجھے' جب مجبور جابر کے سامنے محفوظ ہو اور بیکس وسائل والے کے سامنے محفوظ ہو ۔ یہاں کوئی قانون کی حکمرانی نہیں ہے ۔ اس سمت میں کوئی کوشش نہیں کی گئی اور مجھے ایسا نظر آتا ہے چونکہ directionless society ہے۔ اس سوسائٹی میں کوئی ایسی کوشش نہیں کی جا رہی کہ قانون کی حکمرانی ہو ' قانون کی حکمرانی تب ہی ہو سکتی ہے کہ وہ حاکموں سے شروع ہو ' وہ حکمرانوں سے شروع ہو ' وہ مراعات یافتہ طبقے سے شروع ہو۔

جناب عالی ملک میں دہشت گردی ہے ۔دہشت گردی کی کئی وجوہات ہیں ۔ یہ بھی ستم ظریفی ہے کہ کشمیر میں ہندو بربریت کے خلاف جو جدوجہد ہو ' وہاں بم بلاسٹ ہو تو اس کو ہم کھلا دکھاتے ہیں کہ یہ دیکھو آج اتنے مارے گئے ' اتنی بسیں لوٹ لی گئیں ' اتنے ہندوؤں کے ٹرک لوٹ لئے گئے ۔یہاں جب ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ دہشت گردی ہے ۔ ہمارے پڑوس افغانستان میں جو کچھ ہوتا تھا تو میرا شہر بموں کے دھماکے کی زد میں ہوتا تھا۔ہم روز کہتے تھے کہ ہمارے بچے بموں کے دھماکے سے مارے جاتے تھے۔ہم کہتے تھے کہ افغانستان میں یہ قتل و غارت بند کرو۔ کیونکہ اس وجہ سے ہمارے بچے مارے جا رہے ہیں۔تو وہ اسلامی جہاد تھا اور اس اسلامی جہاد کو sponsor کون کرتا تھا ' دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت امریکہ ' دوسری سوشلسٹ گورنمنٹ پیپلز ریپبلک آف چائنا اور وہ اسلام کی جنگ امریکہ نے بہت ہی اچھے طریقے سے لڑی ۔ ایک سٹیج پر اختتام ہوا۔ اب اس کا دوسرا سٹیج شروع ہے ۔جب مولوی 'مولوی کا گلا کاٹ رہا ہے ----

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude now.

قاضی محمد انور ۔ I am concluding. I have the time. جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دہشت گردی کی ایک اور وجہ بھی ہے ۔وہ سوشل اکنامک ہے۔ وہ بیروزگاری ہے ۔وہ opportunities کا نہ ہونا ہے۔ ہماری یونیورسٹیاں ڈگری دیکر بیروزگار پیدا کرتی ہیں۔وہ بیروزگار شخص ڈگری کے ساتھ دربدر پھرتا ہے۔ وہ ایک دن بندوق اٹھاتا ہے ۔وہ ایک دن سڑک پر جاتا ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں آپ کا تعلق قانون سے ہے ۔ کوئی بھی جرم کسی وجہ کے بغیر نہیں ہوتا۔ یہ سیدھا سیدھا theory of cause and effect. There is a cause for every effect. The cause may be well remote, it may not be visible but there is cause and cause is the poverty. اور جناب یہ نہ بھولئے کہ سب سے آفاقی فلسفہ جو مسلمہ ہے اور جو سچا فلسفہ ہے وہ بھوک ہے ۔بھوک کا نہ کوئی رنگ ہے اور نہ کوئی مذہب ہے ۔بھوکا پٹھان ہو ' بھوکا پنجابی ہو ' بلوچ ہو یا سندھی ہو ' وہ کافر ہو یا مسلمان ہو ' اس کو روٹی چاہیئے ۔انسان کا سب سے بڑا مسئلہ اس کا survival ہے وہ اپنی survival کے لئے اپنے ہی پاؤں کاٹ لیتا ہے ۔اپنے ملک میں ہم لاء اینڈ آرڈر کی بات تو کرتے ہیں۔ ہم مجرم کو تو سزا دیتے ہیں لیکن جرم کی وجہ کو نہیں دیکھتے ۔ ہماری اندھی سوسائٹی ہے۔ ہم نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں ۔ ہم حقائق کا سامنا نہیں کر سکتے اور

حقائق کا سامنا نہیں کرنا چاہتے۔ ہم یہ نہیں جاننا چاہتے کہ جرم کیوں ہوتا ہے ۔ہم یہ بھی نہیں جاننا چاہتے کہ ایک آدمی جو ڈکیت ہے' آدھی رات کو وہ بھی موت کے سامنے جاتا ہے ۔وہ بھی جانتا ہے کہ وہ مارا بھی جا سکتا ہے ۔اس نے اتنی شدید زندگی کیوں اختیار کی ۔ اس کی پوری سٹوری ہوتی ہے ہر آدمی کی ایک داستان ہے اور یہ لاکھوں داستانیں ہمارے معاشرے میں بکھری پڑی ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ fact finding کریں ۔ آپ معلوم کریں کہ ہمارے معاشرے میں جرم زیادہ کیوں ہو رہے ہیں۔

جناب پاکستان ایک وفاقی ملک ہے ۔ وفاق میں تو اکائیاں ہوتی ہیں ۔ ہم تو جناب نو آبادیاں بن گئے ہیں۔ ہم اکائی نہیں ہیں۔ آپ کی حکمرانی اسلام آباد سے ہوتی ہے ۔ اسلام آباد طاقت کا مرکز ہے اور اکائیوں میں یہ حالت ہے کہ ان کی حکومتوں کا بھی فیصلہ کہ کب کونسی حکومت کو الٹا دیا جائے' وہ فیصلہ یہاں ہوتا ہے۔ اکائیوں کی حالت یہ ہے کہ آج وہ جو ہمیں طعنے دیتے ہیں' وہ جو صوبائی خودمختاری کا ' وہ جو کل تک حکمران تھے اور جنہوں نے کل یہ کہا ہے کہیہ جو صوبائی خودمختاری کے چیمپئن ہیں یہ آج مسلم لیگ کے ساتھی بن گئے ہیں ۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم صوبائی خودمختاری کے چیمپئن تھے ' آج بھی ہیں کل بھی رہیں گے ۔ اور کبھی صوبائی خودمختاری کی خلاف ورزی نہیں کی ۔ صوبائی خودمختاری کی خلاف ورزی کس نے کی ؟ پیپلز پارٹی نے کی۔ یہ دیکھیں اپنے گریبان میں دیکھیں کہ ۷۰ میں ہم ان کے ساتھی تھے ۔ انہوں نے بلوچستان کی جمہوری حکومت کو برطرف کیا ۔ اس وقت NAP ہوتی تھی ۔ آج میں اس کو اے این پی کہتا ہوں۔ کل آپ کو یاد ہوگا کہ سپریم کورٹ کے ایک فیصلے کی وجہ ہے۔ تو اس وقت اس کا نام نیپ تھا۔ نیپ جے یو آئی گورنمنٹ تھی۔ اس کو کس نے برطرف کیا۔ ۱۹۷۰ کی ان کی حکومت نے اور اس پر احتجاج کرنے کے لئے نیپ جے یو آئی گورنمنٹ نے این ڈبلیوایف پی میں استعفیٰ دیا۔

Mr.Presiding Officer: Please take your seat now.

Qazi Muhammad Anwar: Sir I am completing it, I will take only two minutes more.

جناب ستم ظریفی یہ ہے کہ ۷۰ کے انتخابات میں بلوچستان میں پی پی کا کوئی آدمی کامیاب نہیں

ہوا تھا ۔ این ڈبیو ایف پی میں ایک صوبائی ممبر کامیاب ہوا تھا لیکن شہید بھٹو مرحوم نے ان صوبوں میں بھی اپنی حکومتیں بنائیں ۔ نیپ پر پابندی لگی ۔ جناب نیپ کا کیس سپریم کورٹ میں گیا اور نیپ کے اکابرین حیدر آباد جیل میں تھے جب ملک میں مارشل لاء آیا ۔

Mr.Presiding Officer: Please take your seat now.

Qazi Muhammad Anwar: Sir I am taking. I am just completing it.

جناب آج حالت یہ ہے کہ اس ملک کی آدھی آبادی خواتین کی ہے اور جن کی حیثیت میں انہیں کہتا ہوں they are the slaves of the slaves وہ غلاموں کے غلام ہیں ۔ ان کی کوئی نشست نہیں ہے ۔ ان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے ۔ یہ male chauvinism کی سوسائٹی ہے ۔ male chauvinism میری ساتھی کہہ رہی تھیں کہ وہ اپنے آپ کو feminist نہیں کہتیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری سوسائٹی کونسی سوسائٹی ہے ۔ یہاں male chauvinism ہے ۔ یہاں male dominance ہے ۔ ہم باپ ، بیٹا ، بہن ، بچیاں سب رکھتے ہیں لیکن ان کو حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

ہماری خارجہ پالیسی کی حالت یہ ہے کہ آج سیکولر چائنا ، آج سوشلسٹ چائنا ------

Mr. Presiding Officer: Qazi Sahib no time for discussing now the foreign policy. You have already taken more time.

Qazi Muhammad Anwar: No sir, I am finishing it. sir this is important, I say look here today. The secular India, fundamentalist Iran and the socialist China are now talking of an alliance. For the reason that they say that we are advancing the cause of the US imperialism.

Mr. Presiding Officer: Please take your seat now. Syed Iqbal Haider now.

Qazi Muhammad Anwar: Sir I will finish it here, I will just try to say one thing

جسٹس مرحوم کیانی نے ایک کتاب لکھی ہے " افکار پریشاں " اس میں ایک شعر کا ذکر کیا ہے ۔ جب

وہ پنجاب گورنمنٹ کے لیگل ایڈوائیزر تھے ۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جب وہ پنجاب کے لیگل ایڈوائیزر تھے تو ایک آدمی کو گرفتار کیا گیا۔ اس نے ایک شعر لکھا تھا۔ یہ " افکار پریشاں " میں ہے۔

دیکھتا کیا ہے میرے منہ کی طرف ۔۔۔قائد اعظم کا پاکستان دیکھ۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Sheikh Rafiq Ahmad, since Syed Iqbal Haider is not there so Sheikh Sahib.

شیخ رفیق احمد ۔ شکریہ ۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے پکارا ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جی۔۔۔

ملک عبدالرؤف ۔جناب میرا آج کی تقاریر کی لسٹ میں نام ہے جی ؟

جناب پریزائڈنگ آفیسر ۔جی آپ کا نام ہے جی ۔ ۔۔۔ جو یہاں لسٹ جناب چیئرمین صاحب نے لکھی ہے ۔ ایک حکومتی بنچز کی طرف سے ' ایک اپوزیشن کی طرف سے اور ایک آزاد گروپ سے ہے ۔ جی جناب شیخ رفیق احمد ۔

شیخ رفیق احمد ۔ میں اس وقت تو ان کا خطاب سن نہیں سکا اور نہ ہی سننا چاہتا تھا لیکن بعد میں پڑھنے کا اتفاق ہوا تو کچھ اس کا پہلا حصہ تو اس طرح ہے جس کے بارے میں کسی نے کہا ہے' خود اپنی تعریف میں ہے اپنی ' مدح میں لکھا ہے انہوں نے اور مجھے بتاتے ہیں کہ میں بڑا جمہوریت کا دلدادہ ہوں۔ پارلیمانی جمہوریت چاہتا ہوں۔ انہیں کہنا چاہئیے تھا ' چاہتا تھا 'لیکن اب میری رائے بدل گئی ہے یا خیالات بدل گئے ہیں یا مجھے کوئی مجبوری ہے۔ بہر حال 58-2B کاانہوں نے استعمال کیا 'اس کے بارے میں ہمارے جناب صفدر عباسی کافی کچھ کہہ چکے ہیں۔ میں اورمزید کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن ان کا یہ حکم اور یہ ارشاد اور یہ دعویٰ کچھ ان کی Caretaker گورنمنٹ کے بارے میں اور کچھ انتخابات کے بارے میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی Caretaker کیبنٹ کو دیکھ کر تو بے اختیار کہنے کو جی کرتا تھا unto myself, and to my family and to my relatives and to my friends and to some deserving ones to embarrass them. جدھر نظر دوڑاؤ کہیں رشتہ دار ہیں' کہیں batch mates ہیں' کہیں class mates اور پھر ایک آدھ بے چارہ فخر الدین جی ابراہیم کی طرح derserving ones to embarrass them پھر شفاف انتخابات کے بارے میں انہوں نے کچھ ارشادات فرمائے ہیں اور اس

پر بڑے دعوے سے کہا ہے کہ صحافی بھی اور غیر ملکی مبصرین کے بارے میں بھی۔ غالباً انہوں نے توجہ سے ان کے بیانات اور خبریں پڑھنے کی تکلیف گوارہ نہیں کی اور اپنا بیان بھی وہ بھول گئے جب mid night میں وہ کہہ رہے تھے کہ اکیس فیصد اور ستائیس فیصد کے درمیان ووٹنگ ہوئی ہے تو پھر دوسرے دن وہ چالیس فیصد سے زیادہ کیسے بڑھ گئی اور وہ کون سی بد روحیں تھیں، فرشتے تو میں نہیں کہہ سکتا، جو افطاری کے وقت سے لیکر تراویحوں کے اختتام تک پولنگ اسٹیشن پر آئیں۔ جو مبصرین نے کہا، جو صحافیوں نے کہا وہ میں بھی کہتا ہوں کہ پولنگ اسٹیشنوں کے باہر ووٹروں پر بالعموم کوئی تشدد نہیں ہوا۔ ان پر کوئی زیادتی نہیں ہوئی لیکن پولنگ اسٹیشنوں کے اندر کیا ہوا وہ ان کے اپنے اس بیان سے ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اکیس اور ستائیس فیصد کے درمیان ووٹنگ ہوئی ہے، پھر یہ چالیس پینتالیس فیصد کہاں سے آگئے وہ کون سی بد روحیں تھیں، وہ کون سے unseen hands تھے، ---وہ جی وہ تو پیر پگارا صاحب کہہ سکتے ہیں میں تو نہیں کہہ سکتا 'ان کا اپنا مقام ہے 'راشدی صاحب ان کے عزیز ہیں ان سے کہوں گا کہ وہ فرشتوں کا لفظ استعمال کر لیں اور پھر بے اختیار کہنے کو جی کرتا ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

پھر اتنی جلدی تھی انہیں بھی ایک طرف تو ان کے وزیر اعظم Caretaker یہ دعائیں مانگتے تھے، صحافیوں سے یہ کہتے تھے، لوگوں سے کہتے تھے دعا مانگو کہ میں دو تین سال اس عہدے پر رہ جاؤں تو پھر میں ملک کا کیا نقشہ بدلوں گا 'اور ہمارے اپنے دوست بھی یہاں موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں یہ کہا جارہا ہے کہ وہ ایک بہت بڑے مقتدر شخص سے ملے ہماری پارٹی کے اور ان سے یہ کہا کہ آپ تو یوں ہی پریشان ہو رہے ہیں۔ کوئی انتخابات نہیں ہو رہے۔ دو تین سال ہم یہیں رہیں گے اس لئے وہ ہم سے reconciliation کر لیں اور یہی کہا جا رہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے ایک سابق سیکرٹری جنرل کو جناب صدر نے بلا کر کہا کہ موجودہ Caretaker وزیراعظم has failed کہ پیپلز پارٹی کو توڑ سکے اور اس میں kings party کو پیدا کر سکے۔ اگر تم یہ فرائض سرانجام دینے کے لئے تیار ہو تو میں تمہیں اس کے بعد Caretaker وزیراعظم بنا دوں گا but he rejected the offer بہر حال ہر کام کا مکافات عمل ہوتا ہے اور جو کام ہم عددی اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کر سکے، وہ قدرت نے ہمیں اور ان دونوں ایوانوں کو یہ موقع بہم پہنچایا کہ

اتنی اکثریت ہو جائے کہ public consensus and political parties consensus اور ایوان کے consensus سے 58(2)(b) کی وہ تلوار جو ہرمنتخب حکومت کے سر پر لٹکتی تھی ختم کر دی جائے۔ مگر بات یہاں ختم نہیں ہوتی ۔ بڑے محب وطن ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود جناب صدر!وہ مہران بنک کا کیس تو میں بیان نہیں کروں گا کیونکہ جس صاحب کی میں نے شہادت دینی تھی جو کچھ انہوں نے کہا ۔ اس کے بارے میں وہ چند لمحے پہلے ایوان سے اٹھ کر چلے گئے ہیں ۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اس میں President honourably aquit , aquit نہیں ہوئے بلکہ بڑی سے بڑی بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ he has been given by some remote measures a benefit of doubt. بہرحال ہم بڑے خوش ہوں گے کہ اگر اس مہران بنک کے مسئلے پر اگر کسی کمیشن کی رپورٹ سامنے آ سکتی ہے ۔ ہم بھی مطمئن ہونا چاہیں گے کیونکہ ہمیں بھی درپردہ کچھ باتوں کا علم ہے ۔پنجاب میں جو صوبائی حکومت کا crisis آیا تھا اور جو فرنٹیئر میں صوبائی حکومت کا crisis آیا تھا۔ اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کی leadership کی رضا شامل نہیں تھی لیکن سنبھالنا پڑتا ہے ۔ we are a political party. We represented and even today we claim that we represent the vast majority of the people of pakistan. اس لئے وہ ہمیں سنبھالنا پڑا ، فرنٹیئر میں بھی اور پنجاب میں بھی سنبھالنا پڑا اور جو ان کی خواہش تھی ، جن کو وہ وزیر اعلیٰ دیکھنا چاہتے تھے خاص طور سے پنجاب میں ان کی چونکہ کوئی گنجائش پیدا نہیں ہو سکی تو we had to make all this arrangement that ended till the 5th of November. تو اس لئے جب وہ دوست فرنٹیئر اور ان چیزوں میں ذکر کرتے ہیں تو probably they are not well aware or may be they are well aware وہ مناسب نہیں سمجھتے کہ کس کا کتنا اس ساری destabilization میں رول تھا ۔ اسی طرح ان کی محب الوطنی کا عالم تو یہ ہے کہ سندھ میں ایک ایسی شخصیت کو Caretaker وزیر اعلیٰ بنا دیا ہے ، لوگوں کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ منتخب ہو جاتے ہیں۔ اس کے فیڈریشن آف پاکستان کے بارے میں خیالات دنیا اور پاکستان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ وہ پاکستان کی فیڈریشن کو تسلیم نہیں کرتے ،موجودہ آئین کو تسلیم نہیں کرتے ، فیڈریشن کے concept کو تسلیم نہیں کرتے اور وہ confederation کے قائل ہیں۔ پارٹی کا نام بھی confederation کے نام پر رکھا ہوا ہے اور پھر شفاف الیکشنوں کے بارے میں جیسے میں نے پہلے کہا ہے ، مبصرین نے تو جو کہنا تھا وہ کہا کہ وہ پولنگ اسٹیشنوں کے اندر جا نہیں سکے ، رہ

نہیں سکے مگر ان کی شہادت تو گھر کے بھیدی بتاتے ہیں ۔ صوبہ سرحد کے Caretaker وزیر اعلیٰ راجہ سکندر زمان' اس کا بیان سب لوگوں نے پڑھا ہے 'آپ نے پڑھا ہے اور جو اس ایوان میں نہیں ہیں ' انہوں نے بھی پڑھا ہے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے اور پھر ان کے دست راست پنجاب کے گورنر ' ان کے قانونی مشیر اس scam میں بھی ان کے قانونی مشیر جہاں انہوں نے پراپرٹی کے خریدنے اور بیچنے میں stamp duty بچائی تھی۔ جو انہوں نے قدم اٹھایا تھا ' پراپرٹیکے بیچنے اور خریدنے میں ۔ تو گورنر نے کہا کہ اس میں کیا دھاندلی ہوئی ہے یہ میرے پاس راز ہے' وقت آنے پر اس سے پردہ اٹھاؤں گا۔ پتہ نہیں بیچارہ اٹھا بھی سکے گا پردہ کیونکہ یہ پردہ اتنا بھاری ہے کہ اس کے ہاتھ یہ کام نہیں کر سکیں گے ' یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے مگر جو اس نے کہا۔ لیکن اس کے باوجود ہم نتائج سے مطمئن ہیں۔ ہماری reservations اپنی جگہ پر ' شکایتیں اپنی جگہ پر ' لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اطمینان اس وجہ سے ہے کہ وہ پارلیمانی نظام جس کے لئے ہم ایک طویل عرصے سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ پارلیمنٹ کی بالادستی اور اس کے اوپر جو تلوار لٹک رہی تھی اس کا خاتمہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ' اپنی زندگی میں دیکھا ہے اور شاید قدرت نے میاں نواز شریف صاحب کو اتنی بڑی اکثریت اس لئے دی ہے کہ کسی اور حالات میں شاید یہ کام کرنا بہت مشکل ہوتا اور مشکل ہو رہا تھا کیونکہ جب میاں نواز شریف کے پہلے دور میں بھی دو تہائی سے زیادہ اکثریت تھی تو اس وقت ان کا حوصلہ نہیں پڑا کہ اپنے سر پر لٹکتی ہوئی اس تلوار کو پھینک دیں۔

اب کچھ باتیں میں اپنے دوستوں سے ' اپنے مہربانوں سے اور پہلے حکومت سے' عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک بات تو میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی کبھی ان کی proposed یا نیشنل اسمبلی میں کی ہوئی legislation سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ غریب اور امیر کو وہ ایک ہی آنکھ سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مثلاً لاہور میں پتوکی جھگیاں میں میرے ایک کزن کی زمین ہے جسے وہاں کے لوگ اللہ کے پچھواڑے کہتے ہیں۔ میں اس کو لاہور کا پچھواڑا کہتا ہوں۔ جہاں کوئی سڑک نہیں جاتی' ایک طرف پگڈنڈی جاتی ہے' بارش ہو جائے تو طویل عرصے تک وہاں سے پانی نہیں نکلتا جب تک کہ سورج کی تمازت اس پانی کو سکھا نہ دے۔ اس پراپرٹی پر بھی وہی rate of taxation ہے' ۱۰ روپے' اور ۲ روپے فی مربع فٹ جو مال روڈ کی بلڈنگوں کا ہے 'جو مال روڈ پر چار دیواری والی زمین کا ہے 'جو لبرٹی میں ہے ' جو شادمان میں ہے۔ تو یہ امیر اور غریب کو

ایک نظر سے دیکھنا ماشاء اللہ اس کے اپنے نتائج ہوں گے لیکن دوسری طرف امیر اور غریب کو ایک نظر سے نہیں دیکھتے۔ وہ جو ابھی Marriages Bill کا ذکر یہاں آیا' وہ جو lavish وغیرہ کا پتہ نہیں پورا نام کیا تھا مگر بہر حال شادیوں کے بارے میں جو ان کا بل آیا ہے اور جس میں بڑی کفایت شعاری کا اعلان کیا گیا ہے' اس میں اتنی بڑی contradiction ہے it is a fraud on the people of Pakistan. اگر آپ کی گلبرگ میں ۲۰ کنال کی یا ۱۶ کنال کی کوٹھی ہے۔ آپ ۱۰ ہزار آدمیوں کو بلائیے۔ شادی پر ۲۰ قسم کے کھانے انہیں کھلائیے کوئی پابندی اس پر نہیں ہے اور غریب جس کا گھر نہیں ہے۔ میں خوش ہوں اس پابندی پر مگر یہ اگر lavish ہو تو وہ بچارہ کیا کھلاتا ہے' کتنا کھلاتا ہے۔ یہ جو اتنی بڑی بڑی پارٹیاں کرتے ہیں شادیوں پر' ولیموں پر' مہندیوں پر کیا ان پر کوئی کنٹرول نہیں چاہیئے۔ کیا یہاں waste نہیں ہوتا۔ یہاں یہ نمائش نہیں ہوتی' اپنے دولت کے انباروں کی تو اس پر وہ ایک rationale لائیں کہ سو دو سو آدمیوں سے زیادہ مہمان نہیں آسکیں گے' ایک یا دو سے زیادہ dishes نہیں ہوں گی۔

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude now.

شیخ رفیق احمد۔ نہیں جی میں نے تو ابھی شروع نہیں کیا' آپ کہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جو ٹائم مقرر ہے میں تو اس کے حساب سے عرض کر رہا ہوں۔

شیخ رفیق احمد۔ نہیں جناب یہ بھی کوئی بات ہے جنھوں نے 25 منٹ کی اور آپ نے مجھے آٹھویں منٹ پر کہہ دیا میں بیٹھ جاؤں۔ گھڑی دیکھ لیں آٹھ منٹ ہوئے ہیں۔ اسی طرح میری بہن محترمہ نسرین جلیل نے ذکر کیا' میں کرنا نہیں چاہتا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی جاوید عباسی صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس میں اذان کیوں نہیں دی گئی۔

شیخ رفیق احمد۔ تو میں تین منٹ میں اس سارے مسئلے کو conclude کروں گا۔ پہلی

بات تو محترمہ کی ہے کہ وہ شاید یہ بھول گئیں کہ آرمی آپریشن پیپلزپارٹی کے آنے سے پہلے ہو رہاتھا' پاکستان پیپلزپارٹی کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں تھا' آرمی اپریشن پیپلزپارٹی کو ورثے میں ملا۔ ہم نے تو اس کو dilute کیا ' ہم نے تو فوج کو واپس بھیج دیا اور پھر ہم اس پر بڑے فخر کی بات کرتے ہیں' کہ نہ پھر فرنٹیر میں لاشیں گئیں ' نہ پھر پنجاب میں لاشیں آئیں اور نہ پھر کراچی میں لاشیں آئیں۔ لیکن وہ لاشیں بوریوں میں ضرور دستیاب ہوتی رہیں۔ اور جو terrorist کھلے عام لوگوں پر مسلح terrorism کرتے تھے ان کو ضرور confront کیا گیا ۔ پاکستان پیپلزپارٹی اس میں کوئی خفت محسوس نہیں کرتی۔ آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ سارے مقدمے more than the 90 percent of the cases against the MQM leaders سب میاں نواز شریف کے دور میں قائم ہوئے ' جعفر اور صادق کے دور میں ہوئے' مظفر تھا' جعفر نہیں تھا وہ۔ ان کے دور میں ہوئے۔ پاکستان پیپلزپارٹی کے دور میں تو کوئی اکا دکا مقدمہ ہوا ۔ ہم نے امن قائم کیا ' لیکن میں اپنے دوستوں کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پھر تشدد نے سر اٹھایا ہوا ہے۔ اس میں ہم سب مل کر کام کریں۔ انسانوں کی جانیں ' ملک کا وقار ' تجارت اورصنعت کی ترقی ملک میں امن کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح دو چھوٹی چھوٹی باتیں میں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک توآٹے کے بحران کے متعلق ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شیخ صاحب ایک منٹ۔ عباسی صاحب اذان ہو چکی ہے۔ غالباً کوئی defect تھا جس کی وجہ سے آواز نہیں آئی'لیکن یہ اجلاس دو بجے تک جاری رہے گا۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔ جتنا ٹائم چلائیں یہ آپ پر منحصر ہے لیکن اذان کا ہونابہت ضروری ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کوئی defect تھا جس کی وجہ سے آواز نہیں آ سکی۔

شیخ رفیق احمد۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں اذان دے دوں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ تو آپ دے دیں' آپ بھی مسلمان ہیں ' آپ بھی دے سکتے ہیں۔

شیخ رفیق احمد ۔ میں 6 سال علماء اکرام کے قدموں میں بیٹھ کر پڑھا ہوں ' اذان

باقاعدگی سے دیتا رہا ہوں۔ اچھا تو آٹے کے بارے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر نے یہ کر دیا وہ کردیا جن ملوں کو ملا ہے ان ملوں کے نام تو ہمیں بتائیں ، چونکہ میں جانتا ہوں کہ جن 15,14,13 ملوں کو وہ کہتے ہیں زیادہ آٹا دیا گیا ان میں سے دو یا ایک کے سوا ساری پاکستان مسلم لیگ کے راہنماؤں اور آج کے وزیروں کی ہیں۔ اس لئے وہ بات کھل کر کہتے نہیں۔ ان پر جو مقدمہ بنا ہے میرے وہ فاضل دوست FIR پڑھ رہے تھے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جس مقدمے میں وہ قید ہے، جو مقدمہ ان پر بنا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے گندم کی کٹائی سے چند مہینے پہلے جیوٹ کی بوریاں خرید لیں۔ گندم کی کٹائی ہو جاتی ، گندم خراب ہونی شروع ہو جاتی تو پھر آپ کو جیوٹ کی بوریاں خریدنی تھیں۔ وہ جھوٹ کی بوریوں پر ہے ، آٹے اور گندم کی بوریوں کے بارے میں مقدمہ نہیں ہے۔ لیکن چلیئے پنجاب میں تو ہوا۔ سندھ کی گندم کون کھا گیا، فرنٹیر کی گندم کون کھا گیا، بلوچستان کی گندم کون کھا گیا، بنگرام کی گندم کون کھا گیا۔ وہاں تو اقبال ٹکا نہیں تھا۔ this is simply mismanagement اور اپنے چند ساتھیوں کو کروڑوں روپے کی گنجائش پیدا کرنے کے لئے یہ سارا کام کیا گیا۔ وزیر کو پتا چلا ہو یا نہ چلا ہو یہ اپنی جگہ پر دوسری بات ہے۔ پاکستان پیپلزپارٹی نے کیا کامیابیاں حاصل کیں کوئی اور دوست بتا دے گا۔ F-16 کے پرزے کہاں سے آئے ، پریسلر ترمیم میں ہم نے کیا کیا۔ کشمیر کے مسئلے کو ہم نے کتنا اجاگر کیا، یہ اپنی جگہ پر ہے لیکن یہ ہیروئن کا مسئلہ ، میں اس پر ختم کر رہا ہوں۔ اس فتنے نے ایک مرتبہ پھر سر اٹھایا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شیخ صاحب تقریر کو ختم کیجیئے ، اپنے آپ کو ختم نہ کیجیئے۔

شیخ رفیق احمد ۔ میں تقریر ختم کررہا ہوں، اپنے آپ کو ختم نہیں کر رہا۔ میں اس میں passive نہیں active role ادا کر رہا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم نے ہیروئن کے مسئلے کو بالکل ختم کردیا تھا ۔ سمگلنگ ختم کردی تھی۔ پاکستان میں آنا انہوں نے ختم کر دیا تھا۔ لیکن آج کیا حال ہے ۔ سعودی عرب میں پچھلے تین مہینوں میں کتنے پاکستانیوں کے سر قلم ہوئے ہیں کہ وہ وہاں ہیروئن لے کر گئے تھے۔ امریکہ میں آج کیا کہانی ہے اور یہاں ہم کس کو پکڑ رہے ہیں، امریکہ کے سفارتخانے کے ایک فرد کو ۔ تو یہ ایک مرتبہ پھر سامنے ابھر کر آئی ہے۔ میں ان کو الزام نہیں دے رہا۔ میں ان سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انتقام کی سیاست کرنے کی بجائے ،

ناجائزمقدمے بنانے کی بجائے، جھوٹے مقدمے بنانے کی بجائے، پانچ چھ مہینوں سے آصف قید ہیں اور اتنا ہنگامہ ہے، سرے محل سے لے کر، ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک، جو جھوٹ بولاجا سکتا ہے، اس کے خلاف بولا جا رہا ہے اور ایک ایسے قتل کے مقدمے میں وہ گرفتار ہے، جس کے بارے میں خود غنوئ کہتی ہے کہ میں نے اس کو ملوث نہیں کیا ہے لیکن صدر صاحب نے ملوث کیا، کیونکہ صدر صاحب اپنے آپ کو بچا رہے ہیں۔ اس لئے اس انتقام کی سیاست کو چھوڑیں، ہم نے جو تعاون پیش کیا ہے، اس تعاون سے فائدہ اٹھائیں۔ اسمبلیوں میں ہماری تعداد تھوڑی سہی لیکن ان سے زیادہ بہتر کوئی نہیں جانتا کہ عوام میں ہماری کیا حیثیت ہے اور کس طرح عوام کی اکثریت آج بھی ہمارے ساتھ ہے۔ ہم تعاون کریں گے تو انشاء اللہ یہ آٹے کا بحران بھی نہیں رہے گا، صنعت کا بحران بھی نہیں رہے گا، امن و امان بھی قائم رہے گا، پاکستان کی عزت ہو گی اور پاکستان ترقی کرے گا، آگے بڑھے گا، خوشحالی آئے گی۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Jamiluddin Aali.

Mr. Jamiluddin Aali: Thank you very much sir. I thought that I would have been called tomorrow but it is very kind of you. I think that the time allotted is the same 10 minutes.

Mr. Presiding Officer: Yes.

جناب جمیل الدین عالی: میرا خیال ہے اردو ٹھیک رہے گی۔ جناب والا! ہمارے قائد ایوان نے اجلاس شروع ہونے سے پہلے ہمیں ہدایت کی تھی کہ وہ باتیں نہ کی جائیں جو دہرانے کے ضمن میں آئیں تو ہر آدمی کی طرح میری بھی خواہش تھی، اور چونکہ میری یہ پہلی تقریر ہے، بہت سی وہ باتیں جو میں اپنی رائے میں اہم سمجھتا ہوں وہ آپ کے ذریعے اس ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ لیکن اس سلسلے میں اتنا کچھ کہا جا چکا ہے کہ ان باتوں کے اہم ہونے کے باوجود ان کا دہرانا لا حاصل ہو گا۔ یہ نہیں کہ میں اپنے خیالات نہیں رکھتا تھا لیکن میں بہت کچھ نہیں کہہ سکوں گا۔

جناب والا! آپ اتفاق کریں گے کہ یہاں پر سارے معاملات کو نہیں لیا جا سکتا۔ اس لئے میں سب سے پہلے تو ایک مبارکباد جو صدر صاحب کے لئے due ہے، فاٹا کے حوالے سے کہ

انھوں نے وہاں کے رہنے والوں کو حق رائے دہی دیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں جناب اجمل خٹک صاحب کی اور ان کے دوسرے ساتھیوں کی پرزور تائید کروں گا کہ ایسا حق رائے دہی کہ جس کے ساتھ پوری سرگرمیوں کی اجازت نہ ہو، وہ تقریباً بے معنی ہے، بالکل بے معنی تو نہیں ہے۔ چونکہ ایک وقت تربیت کا بھی ہوتا ہے لیکن Frontier Crime Regulation جناب والا! ہمیشہ سے ایک بہت بدنام قانون اور بہت بدنام دستور چلا آ رہا ہے اور میرا خیال ہے یہ 1919ء کا ہے۔ وہ بہرحال کسی وقت تو دور ہونا چاہیئے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو صدر صاحب کی اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اور عوام کا مطالبہ دیکھتے ہوئے، بلکہ انسانیت اور جمہوریت کا مطالبہ دیکھتے ہوئے، فاٹا کے اراکین کو بتدریج یا ایک دم سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت دینے پر بہت سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

اگلی بات پر آنے سے پہلے جناب میں چاہوں گا کہ میری بہن سینیٹر نسرین جلیل کے حوالے سے جو چند باتیں ہمارے بزرگوں نے کیں، انھوں نے کراچی کا بلکہ پورے شہری سندھ کا مقدمہ بہت اچھی طرح سے پیش کیا، ان کا حق تھا، وہ ڈپٹی لیڈر ہیں اپنی پارٹی کی۔ لیکن ان کی باتوں پر یہ اعتراض کرنا یا ان کو خلاف واقعہ جتانا اور آنکھوں دیکھی چیز کی تردید کرنا، بڑے احترام سے عرض کروں گا کہ ان اراکین کی جنھوں نے اس طرف سے بات کی۔ کیا کراچی کے تمام اخبارات، کیا تمام عالمی اخبارات و جرائد وہ سب جھوٹے تھے جو ماورائے عدالت ہلاکتوں کی خبریں چھاپا کرتے تھے۔ کیا وہ آنکھیں جھوٹی تھیں، میری اور مجھ جیسے ہزاروں کی، جنھوں نے یوسف پلازا اور بہت سی اور جگہوں پر دیکھا کہ کس طرح گیس سے لوگوں کو گھیرا جا رہا ہے اور مارا جا رہا ہے، نوجوان گر رہے ہیں، بوڑھے گر رہے ہیں، پھر ان کو کہا جا رہا ہے کہ آپ کرتوں، قمیضوں سے اپنی آنکھیں باندھ دیجئے اور کہیں لے جا کر شناختیں کرائی ہیں، ان کو نصف ننگا کر کے میرے سامنے لے جایا گیا ہے، جب ہی مجھ جیسا آدمی جو براہ راست ایسی سیاسی چیزوں سے متعلق نہیں تھا، یہ سب کچھ دیکھ کر، تنگ ہو کر، جب اس کا دل کے ساتھ ساتھ جسم پگھلنے لگا تو تب ہم نے جناب اس معاملے پر تقریباً تین برس تک نہایت شدت کے ساتھ اور کھل کر لکھا، یہاں تک کہ کوئی عتاب شاہی ہونے والا تھا تو میں بھاگ کر ایک برادر ملک چلا گیا اور وہاں سے ڈٹ کر لکھتا رہا۔ یہ سب ریکارڈ کی باتیں ہیں جناب۔

تو ایسے واقعات کو کہا جانا نہیں چاہیئے، آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری رائے میں اس

وقت تشدد ضروری تھا، یہ خدا دیکھے گا، قانون دیکھے گا، تاریخ دیکھے گی۔ لیکن واقعے سے انکار کر دینا جناب نہایت ہی نازیبا بات ہے اور اسی کی وجہ سے ان کے ساتھ وہ ہمدردیاں بھی جو کہ کچھ لوگوں کے ساتھ تھیں، وہ ختم ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ہوئی ہیں۔ senior citizens of Karachi, جناب senior citizens of urban Sindh, they have all gone with these MQM people. جو کہ ان کے لئے دعا کرتے تھے لیکن ان کے ساتھ نہیں تھے۔ تو وہ یہ سب ہلاکتیں دیکھ کر، یہ نازیبا باتیں دیکھ کر، یہ مظالم در مظالم نوجوانوں اور بوڑھوں پر دیکھ کر ان کے ساتھ ہو گئے ہیں اور پھر شہریوں نے اپنے طور پر ایک رویہ مرتب کیا ہے، جس کے نتیجے میں مجھ جیسے لوگوں کو انکے ساتھ آنا پڑا، گو کہ میں پارٹی میں شامل نہیں، خدا جانتا ہے، اللہ علیم ہے اور رسول علیم ہے اس کا کہ میرا ان سے discipline کا، میں ان کے اندر کا نہیں ہوں، میرا ان کا جماعت کی شکل میں کوئی اتحاد نہیں ہے لیکن ان کی مہربانی ہے کہ مجھے بہرحال senior citizen کے طور پر اور اپنا بزرگ سمجھ کر انہوں نے مجھے یہ موقع عنایت کیا۔ تو اسی وجہ سے یہ ہوا کہ جب ظلم کی زیادتی ہو جاتی ہے تو سب لوگ اپنے جزوی اختلافات بھلا کر گھل مل جاتے ہیں۔ حالانکہ میں نسلی، صوبائی، لسانی گروہ بندی کا جناب بالکل قائل نہیں ہوں اور چلئے آج ریکارڈ پر آنے کا سینٹ میں موقع ہے، مجھے دوسری باتوں کی نسبت اسی بات پر زور دینا تھا اپنی گفتگو میں۔

دوسری بات جناب والا! یہ کہ صدر صاحب کی تقریر میں سب کچھ ہے لیکن قومی یکجہتی کے بارے میں ایک لفظ نہیں ہے جبکہ پارلیمان کے وہ رکن بھی تھے اور ہیں، یہ ہاؤس اور قومی اسمبلی ہی پورے ملک کی ایک لحاظ سے repository ہے کہ تمام ملک کی منتخبہ، اب کریم وغیرہ تو میں یہاں کہنا نہیں چاہتا، کیونکہ اس میں، میں خود بھی شامل ہو جاؤں گا، میں تو ایک معمولی پائی کے برابر بھی آدمی نہیں ہوں۔ لیکن بہرحال یہ لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں، اور یہ کہلاتے ہیں قومی اسمبلی، کہلاتے ہیں سینٹ لیکن یہ ملک 1997ء کا وہ پاکستان نہیں ہے جو ایک قوم کے طور پر شروع ہوا تھا۔ بابائے قوم قائد اعظم کے الفاظ میں، میرے الفاظ میں نہیں۔ یہ ملک ہمارے دیکھتے دیکھتے ہماری بدنصیبی سے اور بیرونی سازشوں سے اور سوشلزم کے غلط interpretation سے، لینن کے غلط interpretation سے، قرآن و حدیث کے غلط interpretation سے صوبوں میں، زبانوں میں، مسلکوں میں تقسیم کر کے بالکل منتشر کر دیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم ایک مرکز پر آ رہے تھے یا لائے جا رہے تھے، ہم ایک قوم کہلاتے تھے۔ قائد نے ایک دو قومی theory پیش کی

تھی جب ہی اس کی تقسیم اور بٹوارہ ہوا تھا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تیس پینتیس برس سے خاص طور پر صوبائیت کا فتنہ، جس کو میں فتنہ کہوں گا، لسانیت کا فتنہ، نسل کا فتنہ، نسل تو الگ نہیں ہے پاکستانیوں کی، جو لوگ nation کی بات کرتے ہیں، نسل کی بات کرتے ہیں وہ لوگ نسل کے معنی نہیں جانتے۔

Mr. Presiding Officer: No crossing the line

میں نے یہ کہا ہے کہ آپ کے اور chair کے درمیان کسی ممبر کو نہیں گزرنا چاہیئے۔

Order please, that is not the way, please do not cross the line.

Mr. Ghulam Qadir Chanido: Sorry sir.

Mr. Presiding Officer: Please take your seat. Yes please.

جناب جمیل الدین عالی : تو جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس 51 ویں برس میں ہمارا جو شروع ہونے والا ہے، اب بھی وقت ہے کہ اس ملک کے دانشور اور مدبرین اور آپ کے بڑے بڑے قانون ساز مل بیٹھ کرسوچیں۔ جناب میں جس دانشور ، مستثنیات کو چھوڑ کر ، دیکھتا ہوں تو وہ برابر اپنے صوبے کا راگ الاپتا ہے، وہ برابر اپنی زبان کا راگ الاپتا ہے، وہ برابر اپنی نسل کا راگ الاپتا ہے۔ کوئی نسل مختلف نہیں ہے، نسل کے معنی ہی لوگ نہیں جانتے ہیں۔ وہ اس aryans کو اور یہ جو تھوڑے سے امتزاج ہیں، سندھ میں اس کو الگ نسل قرار دیں ، چھ نسلیں ہیں ۔ انتھروپالوجسٹس نے مقرر کر رکھی ہیں اس کے لئے انتھروپالوجی کی کتابیں دیکھیں ۔ سوشل سائنسز کی کتابیں دیکھیں ۔ ہم سب ایک نسل ہیں ۔ نسل الگ نہیں ہے ، زبانیں تھوڑی سی الگ الگ ہیں ۔ وہ بھی ایک دوسرے سے پیوست ہیں ۔ جناب یہ سب باتیں میں آپ کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں میں 1967 سے لکھ رہا ہوں اپنے اس کالم میں جو " جنگ " میں چھپتا ہے اور یہ پہلی کتاب ہے میری "صدا کرچلے" اور یہ دوسری کتاب ہے "دعا کرچلے" ان کا مجموعہ ، میرے کالموں کا ، میں یہ کتاب بیچنے نہیں آیا ، یہ کتاب مارکیٹ میں نہیں ہے ، دو دو ایڈیشن جا چکے ہیں لیکن I am on record having checked this in 1967 کہ-------

پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب عالی ، شیخ صاحب کو یہ کتاب مفت پیش کریں ۔

جناب جمیل الدین عالی۔ جناب میں شیخ صاحب کو یہ کتاب فوٹو کاپی بنا کر مفت

پیش کروں گا۔ یہ کتاب مارکیٹ میں نہیں ہے ۔ ان کے قریب کتب خانہ ہے وہاں سے پڑھ لیں تو مجھ پر مہربانی ہوگی لیکن میں بھی پیش کروں گا ۔ جناب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایم کیو ایم کے بارے میں جیسا کہا گیا، جیسے بلوچستان کی کچھ پارٹیاں ہیں ان کے بارے میں بہت کچھ کہا جاتا ہے ، ان کو ان chauvinists نے پیدا کیا ہے جو اس ملک میں چار قوموں کی تھیوری لائے الگ ہے قومیت ، چھوٹی چیز ہوتی ہے ، قوم الگ چیز ہوتی ہے ، چار قومی تھیوری لانے والوں نے خاص طور پر 1972 سے یہ سب ریکارڈ پر ہے کہ انہوں نے ٹی وی پر آ کر ، اخبارات میں جا کر چار قومیتی تھیوری پیش کی-------

Mr. Presiding Officer: Please conclude now.

جناب جمیل الدین عالی ۔ Sir, I think just two or three minutes more کیونکہ میں بہت انتظار میں تھا تقریر کے تو یہ ان کا فرض بنتا ہے جناب بلکہ اب بھی وقت ہے کہ واپس آئیں اور ایک قوم کی تعمیر شروع کریں ورنہ جس طرح آپ بڑھا رہے ہیں ، آپ نے بلوچستان کی پارٹیز پیدا کیں ، مدبرین نے ، دانشوروں نے ، ایم کیو ایم کو انہوں نے پیدا کیا۔ آج کہتے ہیں الطاف صاحب سید صاحب سے تین ملنے آئے اور الگ جا رہے تھے ۔ الطاف حسین صاحب it is product of their chauvinism ورنہ مہاجر جس کو کہتے ہیں وہ کبھی کوئی چیز نہیں تھا ۔ وہ پاکستانی تھا ۔ میں اولین آنے والوں میں سے ہوں ، باقی میری اولاد ہیں اور الطاف حسین صاحب بھی میری اولاد جیسے ہیں ۔ جو پاکستانی النسل ہیں ، جو کراچی میں پیدا ہوئے تو ایسے لوگوں کو آپ مہاجر بنا کر پناہ گزیں ، پناہ گزیں کہہ کر ان کو ایک الگ قوم بنا دیتے ہیں تو جناب پھر ان کو کوئی اپنا نام دیں ۔ مہاجر نہیں کہیں گے آپ تو انہیں کوئی تخلص دے دیں ۔ آپ نے خود الگ کیا ہے ان کو تو ان کی تنظیم کو آنا پڑا ، ان کو اپنے حقوق مانگنے پڑے اور پھر جو انہوں نے غلطیاں کیں یا نہیں کیں ، وہ تاریخ ہے ، وہ الگ موضوع ہے ۔ نسرین جلیل صاحبہ جواب دے سکتی ہیں ، ان کے دوسرے جواب دے سکتے ہیں اور کسی حد تک میں بھی ۔ تو خدا کے لئے ابھی بھی وقت ہے ۔ میں آپ کی معرفت عرض کرتا ہوں سینٹ سے اور قوم سے کہ اب بھی پاکستانی نیشنل ازم کی طرف آئیں وگرنہ زمانہ چال قیامت کی چل گیا۔جناب ایک اور بات عرض کرنی ہے مجھے کہ یہ وقت ہے۔

Mr. Presiding Officer: And that should be the last.

جناب جمیل الدین عالی - This is the last. I think this has to be last.

Unfortunately کہ اب نوازشریف صاحب کو 58(2)(b) کے خاتمے کے بعد کامل اختیارات مل چکے ہیں۔ اب وہ وقت ہے کہ ان اختیارات کا devolution بہت nice طریقے سے ہو اور وہ میٹروپولیٹن گورنمنٹ بنانے کا انتظام کریں نہ کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن۔ جناب والا! ہندوستان میں 1992 میں دستور میں ترمیم آئی 73&74اور 1993 میں صدر نے ان کو منظور کردیا اور ہندوستان میں کام ہو رہا ہے باقاعدہ میٹروپولیٹن گورنمنٹ کا نہ سہی میٹروپولیٹن کارپوریشن کا اور ہم یہاں چاہیں گے کہ یہاں میٹروپولیٹن گورنمنٹ بنے اور دس لاکھ آبادی کے قریب انہوں نے define کیا ہے میٹروپولیٹن ایریا اور میں بھی یہی چاہوں گا کہ ہم جہاں جہاں ہمارا دس لاکھ آبادی کا شہر ہے وہاں fulfledged Metropolitan Government بنے ۔ لائل پور میں بنے' لاہور میں بنے' پشاور میں بنے' کوئٹہ کی اگر آبادی ہو گئی ہے تو وہاں بنے ' کراچی میں بنے ۔ یہ ہمارے بڑے مسائل طے کرے گی۔ یہ ہمارے taxes کا بھی انتظام ٹھیک کر دے گی اور یہ ہمارے مرکز کو بھی مضبوط کرے گی اور صوبوں کو مضبوط کرے گی ' عام آدمی کو بھی مضبوط کرے گی اور اس کو اپنے حق کا احساس ہو گا ۔ اور پھر وہ اپنی مرضی سے' خوشی سے ٹیکس بھی دے گا۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Javed Iqbal Abbasi now.

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ نحمد ہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ جناب چیئرمین میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ صدر پاکستان نے 26 مارچ بروز بدھ اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں جو خطاب کیا' انہوں نے پورے انداز اور درد دل کے ساتھ جو speech دی اور دریا کو کوزے میں سمیٹنے کی کوشش کی' یقیناً وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس ملک سے اس تین سالہ دور کی حکومت کو ختم کر کے تیرہ کروڑ عوام پہ جو احسان کیا' اس بات پہ بھی وہ مبارک باد کے اور خراج تحسین کے مستحق ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ہمارے وزیر اعظم میاں محمد نوازشریف نے 23 فروری 1997 کو قوم سے خطاب کرتے ہوئے ہر نقطہ اور ہر چیز جو قوم کے سامنے رکھی' معاشی بحران اور جو جو مشکلات تھیں اس ملک کے اندر اور جن وجوہات کی بناء پر یہ

حکومت توڑی گئی تھی یقیناً میاں محمد نواز شریف بھی مبارک باد کے مستحق ہیں اور انہوں نے جو تین سالہ دور میں جدوجہد کی اس پاکستان کو بچانے کے لئے اور جو کوشش کی، آخر خدا وند تعالیٰ نےان کو اتنا بڑا مینڈیٹ دیا۔ یقیناً آج ہم آٹے کے بحران میں یا اس طرح کی مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں لیکن انشاء اللہ ہمیں اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے کہ ہر بحران پہ قابو پا لیں گے۔ اس کے ساتھ وزیر خزانہ سرتاج عزیز صاحب نے میاں محمد نواز شریف کی تقریر کو مد نظر رکھتے ہوئے 28 مارچ 1997 کو وزیر اعظم کے اقتصادی بحالی کے پروگرام پر تقریر کی، یہ ان بنیادی نکات پر مبنی ہے جن کی نشاندہی صدر مملکت اور وزیر اعظم پاکستان نے بیان میں فرمائی تھی۔

جناب چیئرمین! قیام پاکستان سے لے کر اب تک معاشی طور پر یہ ملک ہمیشہ بحران کا شکار رہا ہے اور جو بھی حکمران آئے انہوں نے اس کو معاشی طور پر تباہی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی اور کسی نے بھی یہ نہ سوچا کہ اس کو ترقی کی راہ پہ گامزن کیا جائے۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا دور دیکھیں، تھوڑی ایک سمت چل نکلی تھی اور انہوں نے اپنے دور میں کچھ کارکردگی کی اور اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کوشش کی لیکن کچھ عرصے کے بعد اس ملک میں ایک فضا چل نکلی اور فیلڈ مارشل ایوب خان کو مجبوراً اقتدار سے ہٹنا پڑا۔ اس وقت جو نئے مارشل لاء آمر آئے جن کو ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم)--- انتخاب کے بعد وہ آئے اور وہ اکثریت میں نہیں تھے اور مجیب الرحمٰن صاحب--- جب ایوب خان نے اقتدار چھوڑنے سے پہلے ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) کو یہ کہا تھا کہ میں اقتدار چھوڑ رہا ہوں۔ میں دو وصیتیں آپ کو کروں گا ایک one unit نہ توڑنا دوسرا مجیب الرحمٰن کو رہا نہ کرنا۔ بہرصورت انہوں نے وہی کیا اور ان کے برعکس کیا اور یہ بھی میں بتاتا چلوں کہ فیلڈ مارشل ایوب خان کو ذوالفقار علی بھٹو ڈیڈی کہا کرتے تھے ڈیڈی ۔ اور آخر کار جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے جنازے پہ بھی نہیں گئے۔ جو بیٹا باپ کے جنازے پہ نہ جائے آگئے ڈیش ،ڈیش۔

جناب محترم میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ پاکستان 1971 میں کس نے توڑا ، کیسے ٹوٹا کیونکہ مجیب الرحمٰن صاحب اکثریت کے ساتھ ، وہ majority کے ساتھ آئے تھے اور ان کا حق بنتا تھا کہ وہ اس پاکستان کی وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالتے لیکن ادھر تم، ادھر ہم کا نعرہ لگا اور آج ہم کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے یہ فلاں کام کیا۔ 1971 سے 1977 تک کا وہ سیاہ دور ہم سب کو

یاد ہے کہ کسی شریف آدمی کی عزت محفوظ نہیں تھی اور آخر اس ملک میں مارشل لاء لگا۔ مارشل لاء یہ بدنما دھبہ ہے لیکن اس ضیاء الحق (مرحوم) نے جو بلدیاتی نظام قائم کر کے ہمارے چھوٹے صوبوں کے ، چھوٹے دیہاتوں کے اندر جو بنیادی سہولتیں مہیا کیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ اس کے بعد 85 کے انتخابات ہوئے اور یہ 8th Amendment اس وقت آئی اور ہم ایم این اے تھے۔ بڑی کانٹ چھانٹ کے بعد ہم نے اس مارشل لاء کو ہٹانے کے لئے--- محمد خان جونیجو جوکہ ایک نہایت ہی فقیر، شریف اور دیانت دار اور پاکستان کا مخلص شخص تھا، مارشل لاء کو ہٹانے کے لئے آخری حد تک، ڈھائی بجے تک یہ لڑتے رہے اور آخر جا کر یہ چند ایک نکات مانے اور مارشل لاء کو ہٹایا۔ یہ انہوں نے بہت بڑی قربانی کی تھی۔ 8th Amendment کے وہ بھی شکار ہوئے اور یہ کیسے ہوئے اور کیوں ہوئے، کس طرح ہوئے یہ آپ جانتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کے ساتھ 1988 اور 1990 کے دور پر میں بعد میں آؤں گا۔ پیپلز پارٹی کا بھی یہ بنیادی حق ہے کہ جب وہ majority میں آئیں تو وہ حکومت کر سکتے ہیں لیکن جیسے ہی وہ برسراقتدار آئے، جتنے جیلوں میں آج دہشت گردی کی بات چلتی ہے، جتنے جیلوں میں چور ڈکیت، غنڈے، بدمعاش تھے ان سب کو رہا کر دیا گیا اور جب بھی پاکستان مسلم لیگ کی حکومت آتی ہے تو وہی لوگ دہشت گردی ، ڈکیتی ، بدمعاشی ، غنڈہ گردی پہ آتے ہیں ۔ ان کی حکومت آتی ہے وہ ان کے اپنے آدمی ہوتے ہیں ۔ اس لیے یہ بات ریکارڈ پہ ہے کہ انہوں نے بلاجواز ان کو جیلوں سے رہائی دلائی تھی ۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔

جناب چیئرمین! اس ملک کے اندر آج میاں نواز شریف نے قدم اٹھایا ہے اور جو احتساب کا بل خود انہوں نے بطور قائد حزب اختلاف ہونے کے ناطے سے اسمبلی میں پیش کیا تھا تو اسی بل پر آج عمل درآمد کر رہے ہیں۔ بیوروکریسی اور چند ایک لوگ انکے راستے میں رکاوٹیں ہیں۔ یہ ہم سب کا فریضہ ہے، جس طرح کے 8th Amendment ہم سب نے مل کر اس کو ختم کیا ۔یہ بھی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں جناب چیئرمین !یہ بتانا چاہوں کہ یہ ملک جب حاصل کیا گیا تھا تو اس وقت ایک ہی نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ۔ جب تک اس ملک کے اندر نفاذ اسلام قرآن و سنت کی بالا دستی ہم قائم نہیں کریں گے۔ میاں نواز شریف صاحب کو 2/3rd majority ملی ہے، ساری دنیا کی طاقتیں ان کی مدد کریں۔اگر اللہ کو ہم راضی نہیں کریں گے تو ہم اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن نہیں کر سکتے ۔ اگر ہم اللہ تبارک

و تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا وہ عہد پورا کر دیں اور اس ملک کے اندر قرآن اور سنت کی بالادستی اور نفاذ شریعت اور نفاذ اسلام کا اعلان کر دیں اور نافذ کردیں تو ساری دنیا کی طاقت اور سارے یہ لوگ اگر ہمارے مخالف ہو جائیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اقتدار سے ہٹا نہیں سکتی ۔ لیکن آج بھی اگر ہم غلطی پر رہے اور ہم اسی 2/3rd majority کے بل بوتے پر رہے تو یقیناً آنے والا وقت، یہ ہماری بیروزگاری، آج جب کہ دنیا میں جو لوگ ہم سے بعد آزاد ہوئے چاند کی طرف جا رہے ہیں۔ آج ہمارے ملک کے اندر پینے کا پانی، سکول، بجلی، چلنے کے لیے پیدل راستے تک ہمیں میسر نہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں ۔ آج آٹے کا بحران ہے، جب فصل تیار ہوتی ہے تو اوپر سے بارشیں شروع ہو جاتیں ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ یہ مقام فکر ہے، یہ سب کے لیے ہے ایک کے لیے نہیں۔ یہ پاکستان ہے تو ہم بھی ہیں۔ یہ پاکستان ہے تو پاکستان مسلم لیگ بھی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ واحد وہ جماعت ہے جس نے اللہ کی مدد سے یہ ملک حاصل کیا تھا لیکن اس میں رہنے والے تیرہ کروڑ عوام اور ہر پارٹی کا حق ہے کہ ان کو ان کے حقوق ملنے چاہئیں۔ چاہے وہ پیپلز پارٹی ہو یا جماعت اسلامی ہو یا دوسری۔

میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپنی حلیف جماعتوں کو جو پاکستان مسلم لیگ کے ساتھ چلیں اور انہوں نے ہمارا ساتھ دیا لیکن یہاں پر چند ایک ایسے ایشوز بھی ہیں ۔ آج کالا باغ ڈیم کی بات چلی۔ کیا وجوہات ہیں کہ آج پندرہ یا بیس سال ہو گئے ہیں۔ یہ ایشو چل رہا ہے اس کو حل ہونا چاہئیے اور کالا ڈیم کو بننا چاہئیے۔ پورے پاکستان کے تیرہ کروڑ عوام سے ریفرنڈم کرایا جائے ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کالا باغ ڈیم اسی میل نیچے پنجاب میں بن رہا ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں یہ بات نہیں ہے ۔ دوسرا پختون خواہ صوبے کی یہاں بات چلی ہم کسی صورت، میں صوبہ سرحد جو ہے یہ ہزارہ کا مرہون منت ہے ۔ یہ ہزارہ اگر 1947 میں 99فیصد ووٹ پاکستان کے حق میں نہ دیتا تو آج صوبہ سرحد انڈیا کا حصہ ہوتا ۔ اس لیے ہزارے میں مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے، پورے این ڈبلیو ایف پی میں تعلق رکھنے والے مسلم لیگیوں کا یہ مطالبہ ہے کہ اگر صوبے کا نام تبدیل کیا جائے تو پھر اس کا نام ہزارہ صوبہ رکھا جائے۔ کیونکہ ہزارے نے اس ملک، اس صوبے کو پاکستان میں شامل کرنے میں 99 فیصد ووٹ دے کر شامل کیا تھا ۔ ہمارے بھائی ہیں ۔ ان کا حق ہے ۔ جو بھی وہ مطالبہ کریں۔ ہمارے ساتھ جماعت کی حیثیت سے وہ ابھی چل رہے ہیں، ہم ان کا ساتھ دے رہے ہیں ۔ لیکن قربانیاں ہم نے دیں ؛ اس پاکستان مسلم لیگ نے دی ہیں ۔

جناب چیئرمین ! میں اپنے حلقہ نیابت' چونکہ میں وہ واحد بدنصیب ممبر ہوں جس نے 1993 میں سیٹ چھوڑی میاں محمد نواز شریف کے لیے ۔ خوش قسمت ہوں ۔ وہ پاکستان کے وزیر اعظم نہ بن سکے ۔ ان کی کیا وجوہات ہیں ۔ ایسے چند ایک لوگ آج بھی ہماری حکومت اورمسلم لیگ میں موجود ہیں۔ جن کو یہ بھی نہیں پتا کہ یہ ملک رہے یا نہ رہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اقتدار کی کرسی ہمیں ملے۔ معین قریشی کو کون لایا تھا اور 1993 کے نتائج ایک بجے تک میاں نواز شریف صاحب کے حق میں آ رہے تھے۔ ایک بجے کے بعد جب جھرلو پھیرا تو کیا بات ہوئی۔ اسی طرح 1996 میں جب ہم اقتدار میں آئے ہیں تو وہی لوگ ان کے گرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں اور مجھے یہ ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو -- خدا کی قسم 1990 سے لے کر 1993 تک کے ہمارے منصوبوں کے فنڈ آج بھی خزانے میں پڑے ہیں اور اس وقت سرتاج عزیز وزیر خزانہ تھے اور انہوں نے وہ فنڈ ریلیز نہیں کئے۔ اور آج پھر وہی وزیر خزانہ ہیں' مجھے خطرہ ہے کہ معاشی طور پر یہ ٹھیک ہے کہ ہمیں بڑی مشکلات ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو میاں نواز شریف صاحب کو -- گو کہ وہ منجھے ہوئے سیاستدان ہیں' انہوں نے اس پاکستان کو بچانے کے لئے جو قربانیاں دیں اور ان کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئیں اور انہوں نے جیل کی صعوبتیں جھیلیں ' ہمارے پاکستان مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں اور مجاہدوں نے اور مسلم لیگ کے ساتھ چلنے والی حلیف جماعتوں نے جیل کی جو اذیتیں جھیلیں' تحریک نجات کے دوران اور اس کے بعد جن مشکلات کا سامنا پڑا ۔ آج جب احتساب کا عمل آیا' میں کہتا ہوں کہ سب سے پہلے احتساب کے لئے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں لیکن احتسابی کمیٹیوں میں سینٹ کے ممبروں کو سرے سے نظر انداز کر دیا جانا اور اس کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کے ورکروں کو ان کی جو ذیلی تنظیمیں ہیں ' پارٹی کی تنظیمیں ہیں ' ان کو پوچھنا تک نہیں ' یہ کون سا انصاف ہے اس ملک کے اندر اور یہ وہی کچن کیبنٹ جو 1993میں میاں نواز شریف کو ---- میں واحد ممبر تھا جس نے کہا تھا کہ صدر پاکستان غلام اسحاق خان صاحب کے ساتھ نہ چھیڑ چھاڑ کرو ' تین یا چھ مہینے رہ گئے ہیں ۔ قاسم شاہ صاحب ہمارے ساتھ تھے لیکن وہ بات نہ مانی ۔ میں نے کہا تھا کہ آپ آپس میں بیٹھ کر یہ مسئلہ طے کر لیں کیونکہ آنے والا وقت انشاء اللہ آپ کا ہوگا۔ آخر میں میاں صاحب خود بھی گئے ' ان کے والد صاحب بھی آئے لیکن غلام اسحاق خان صاحب اپنے فیصلے پر ڈٹے ہوئے تھے ۔

دوسری بار جب حکومت بحال ہوئی تو ہم نے میاں محمد نواز شریف سے عرض کیا کہ

جتنے بھی وزرائے اعلیٰ ہیں ان کو آپ ساتھ لے کر چلیں لیکن بات نہ ہوئی اور آخر مجبورا" مستعفی ہو کر ہم ہار گئے ۔ آج جس صورتحال سے ہم گزر رہے ہیں ' یہ انتہائی دردناک ہے۔ یہ آٹے کا بحران کیوں پیدا ہوا ۔ یہ کس نے پیدا کیا ' یہ پچھلی حکومت نے کیا لیکن یہ ہماری ذمہ داری بنتی تھی کہ آتے ہی ہم اس پر کنٹرول کرلیتے ۔ آنے والے وقت میں شاید چینی کا بحران نہ آئے لیکن میں اپنے حلقہ نیابت سے تعلق رکھنے والے دس لاکھ عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے۔ 1997 میں بھی میں نے سیٹ چھوڑی اور میاں نواز شریف صاحب جو وزیر اعظم پاکستان ہیں جنہوں نے بڑی قربانیاں دے کر اس ملک کو بچایا اور کوشش کرکے دوبارہ برسراقتدار آئے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: No interruption please.

حاجی جاوید اقبال عباسی- جناب والا! 1993 میں ہم نے میاں صاحب کو 73,000 ووٹ دے کر کامیاب کیا' 1997 میں پینسٹھ ہزار ووٹ دے کر کامیاب کیا لیکن آج جب کہ انہوں نے تین سال تک روزے رکھے لیکن آج وہ بیروزگار نوجوان پریشانی کی حالت میں در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ہماری ماؤں ' بہنوں کے سروں سے ابھی تک گھڑے نہیں اترے ۔ دنیا چاند کی طرف جا رہی ہے اور ہمارے پاس چلنے کے لئے راستے تک نہیں ہیں ۔ ایک مرتبہ جب 1992 کا سیلاب تھا تو میں اور میاں نواز شریف صاحب اکٹھے ہیلی کاپٹر میں پرواز کر رہے تھے ۔ میں نے میاں سے کہا کہ میرے علاقے میں بہت پسماندگی ہے ' نہ سکول ہے ' نہ بجلی ہے ' نہ پینے کا پانی ہے ' نہ کچھ ہے ۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں کس بےوقوف نے کہا تھا کہ الیکشن لڑو ' میں نے کہا کہ انشاء اللہ وقت آئے گا کہ میں آپ کو اپنے حلقہ نیابت سے الیکشن لڑاؤں گا اور میں نے وہ وعدہ پورا کر دکھایا اور میری سیاسی سوچ یہی تھی کہ ایک وقت آئے کہ این اے۔ 12 سے جو ممبر الیکٹ ہو کر جائے' یہ این اے۔ 12 کی سیٹ عباسیوں کی وراثت کی سیٹ ہے' انگریز کے دور میں بھی یہ ہمارے پاس رہی ہے اور اب بھی ہمارے پاس ہے ۔ انشاء اللہ کوئی دوسرا اس پر قابض نہیں ہو سکتا لیکن اپنے قائد کے لئے جان کیا ' خون کی قربانی اور بچوں کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ صدر پاکستان مسلم لیگ قائد اعظم محمد علی جناح کے ثانی میاں محمد نواز شریف کے لئے این اے۔ 12 کی سیٹ ہم نے خالی کی تو وہ کامیاب ہوئے۔ آج

اس علاقے کے بزرگ ، نوجوان ، مائیں ، بہنیں میاں نواز شریف کا راستہ دیکھ رہی ہیں کہ وہ کیاعلان کریں گے کہ اس علاقے سے ہم پسماندگی دور کر دیں گے۔

جناب محترم ہماری فریاد آپ تک ہے اور آپ کے ذریعے میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان تک ہے کہ یہاں جناب کچھ لوگ تین سالہ دور میں سرتاج عزیز صاحب سیکریٹری پاکستان مسلم لیگ کے تھے۔ جس بے رخی کے ساتھ، جس زیادتی کے ساتھ لوگوں کے ساتھ پیش آتے رہے کہ یہاں آپ بھیک مانگنے کے لئے آئے ہیں۔ بھئی 73ہزار ووٹ ہم نے دیئے اور اپنے قائد کو ملنے کے لئے جو آتا تو یہ سرتاج عزیز صاحب ان سے ملنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آج کسی اورلڑکے کو بٹھا دیا ہے جس کو کوئی جانتا تک نہیں ہے۔ قربانی حاجی جاوید اقبال عباسی نے دی ہے جانی مالی سب کچھ دینے کے باوجود ایک لڑکا جس کو کوئی جانتا بھی نہیں ہے پنجاب سے تعلق رکھتا ہے وہ جا کر NA-12 کے لوگوں کی نمائندگی کرے، کیوں؟ یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے۔ لوگوں کو جو دن رات ہم نے خدمت کی ہے اس علاقے کے پورے لوگ پاکستان مسلم لیگ سے جن کا تعلق ہے، ان کے جائز حقوق----- میاں صاحب نے کالاباغ کے جلسہ عام میں یہ کہا تھا اور میں نے ان کو کہا تھا جی کہ 1997ء ہے۔ انشاء اللہ آپ دو تہائی اکثریت کے ساتھ کامیاب ہو کر آئیں گے تو آپ نے ابھی اس کے بعد کسی دوسرے ایم این اے کو، چاہے گوہر ایوب خان صاحب ہوں یا کوئی ایم پی اے ہو، یہ direct dealing آپ کی میرے ساتھ ہو گی۔ انہوں نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا کہ مجھے سینٹ کا ٹکٹ دیا لیکن اگر وہ نہ بھی چاہتے تو میں ایک مسلم لیگی ورکر ہوں۔ میرے آبا و اجداد مسلم لیگی تھے۔ نہ ہم نے کبھی کسی دوسری جماعت کے ساتھ رابطہ کیا ہے نہ رہے ہیں اور نہ آئندہ انشاء اللہ۔ ہم ہر قربانی پاکستان کے لئے اور مسلم لیگ کے لئے دیتے ہیں، دیتے رہیں گے اور دی ہے۔ جناب محترم تاریخ گواہ ہے کہ ہزارہ میں اگر بنیاد مسلم لیگ کی رکھی تو وہ ہمارے سردار عنائت الرحمٰن عباسی ہیں جن کا نام آپ نے سنا ہو گا ان کے چچا عبدالرحمٰن خان یہاں اس انگریز کے دور میں ایم ایل اے رہے ہیں اور وزیر جنگلات بھی رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ عباسی صاحب اور میں colleague رہے ہیں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ ٹھیک ہے۔ تو یہ ہماری وراثت کی سیٹ ہے لیکن اس

کے باوجود پاکستان مسلم لیگ کے قائد کے لئے ہم ہر قربانی دینے کو تیار ہیں لیکن اس این اے 12 کے لوگوں کے حقوق کو انشاء اللہ کسی صورت میں میں کہیں بھی سلب نہیں ہونے دوں گا اور کسی دوسرے شخص کو وہاں پر مسلط ہونے کی اجازت کسی صورت میں نہیں دوں گا۔ بیمار ہونے کے باوجود دربدر میں نے ووٹ کی بھیک مانگی ہے اور کچھ لوگ اپنے نمبر بنا رہے ہیں۔ سرتاج عزیز صاحب گئے اس نے کتنے پیسے لگائے اس نے کہاں دورہ کیا اور کوئی جرنیل گئے اس نے جا کر وہاں کیا کام کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ حاجی صاحب یہ پارٹی کے معاملات ہیں۔ بہتر ہو گا کہ پارٹی میں جا کر بات کریں۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ نہیں جناب میں یہ 12 کروڑ عوام اور 13 کروڑ عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو بات کہی گئی ہے کہ حاجی جاوید کو پانچ کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ میں وزیر اعظم سے یہ کہوں گا کہ وہ openly ایک statement دیں۔ یہاں یہ بات بھی کہی گئی ہے میرے حلقہ نیابت میں کہ تین سال کے لئے سینٹ کی سیٹ لےکر حاجی جاوید بک گیا ہے۔ میں بکنے والا ہوں نہ جھکنے والا ہوں۔ میں جھکتا ہوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کے آگے لیکن پارٹی discipline کا پابند ہوں۔ ایک ورکر ہونے کے ناطے سے میرے علاقے میں جو جو اعلانات میاں محمد نواز شریف نے 1990 سے لیکر 1993 تک کئے ہیں ان کی میرے پاس لمبی لسٹ ہے۔ جناب چیئرمین! اس کو اگر میں دہراؤں تو آپ یقیناً حیران رہ جائیں گے کہ جہاں بھی وہ گئے ہیں انہوں نے ترقیاتی پروگرام ، حویلیاں میں الیکشن کے دوران انہوں نے اعلانات کئے۔ وہ ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔ دوران الیکشن 92-1990 میں جب فلڈ کے دوران وہ دورہ بٹنگی میں تشریف لے گئے تو وہاں پر انہوں نے کہا کہ ندی ہرو پر یہ پل مورہ سوار گلی روڈ فوری طور تعمیر کیا جائے کیوں کہ ہماری حکومت ٹوٹ چکی تھی 93ء میں ٹوٹ گئی وہ بھی نہ بن سکا۔ جناب یکم رمضان 1993ء میں وہ ستورا کے مقام پر گئے۔ وہاں انہوں نے 26 گاؤں کی بجلی کے لئے اعلان کیا اور اس کے ساتھ دو کروڑ سڑک کے لئے، وہ بھی نہ ہوئے۔ سرائے نوبت خان میں وہ گئے۔ وہاں انہوں نے 8 ٹیوب ویل اور ایک انٹر کالج کا اعلان کیا، وہ بھی نہ ہوا۔ اسی طرح جہاں جہاں بھی وہ گئے چھانگلہ گلی میں انہوں نے جلسہ عام میں لورہ سر گلی روڈ کو چھانگلہ گلی زیارت معصوم ماڑی روڈ کے لئے انہوں نے

گرانٹ کا اعلان کیا۔ وہ بھی ادھورے کام رہ گئے لیکن مجبوری تھی' ان کی حکومت ٹوٹ گئی۔ حکومت کیوں ٹوٹی کس طرح ٹوٹی چند ایک ان کے اپنے رفقاء کار نے ان کو مشورہ دیا تھا۔ آج بھی میں یہ کہتا ہوں کہ یہ وقت ہے وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کن کن مشکلات کا سامنا کیا ہے' 1988 سے 1990 تک جو احتساب ہوا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ ایک دیانتدار ' مخلص اور سچے پاکستانی اورمسلم لیگی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ میں ان سے عرض کروں گا کہ مشاورت سنت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اتنا بڑا mandate ہے ' ان کے خلاف 3 سال میں 170 مقدمے قائم کئے گئے اور ان کے والد صاحب کو بیگناہ جیل میں ڈالا گیا اور ان کے خلاف آج تک کوئی مقدمہ ثابت نہیں کر سکے۔ جناب والا! انہوں نے کون کون سی صعوبتیں نہیں جھیلیں ہیں لیکن اس کے باوجود جب اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی ہے تو آپ نفاذ اسلام کے لئے آگے قدم بڑھائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پوری 13 کروڑ عوام وزیر اعظم کے ساتھ ہے۔ اگر وہ یہ قدم اٹھا لیں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے کہ یہ جو ہمارے معاشی بحران یعنی گندم وغیرہ کے جو بحران ہیں یہ automatically ختم ہو جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے پہاڑ سونا اگلنا شروع کر دیں گے۔ یہاں سے تیل نکلنا شروع ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ اس وقت ہو گا جب ہمارے ساتھ اللہ کی مدد شامل حال رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ جوعہد 1947 میں کیا تھا اس کو پورا کرنے کا وقت آ چکا ہے۔ اس کو پہلے پورا کیا جائے۔ جس وزیر اعظم نے آٹھویں ترمیم کا خاتمہ بذریعہ تیرھویں ترمیم کیا اور پھر ساری صورتحال کو قوم کے سامنے رکھا جس سے قوم مطمئن ہے۔ ابھی تھوڑا سا جو آٹے وغیرہ کا دھچکا لگا ہے اس کو بھی ہمارے مسلم لیگی ورکرز اور ہماری حلیف جماعتیں کور کر لیں گی اور پھر جس طرح کا کوئی بحران آئے گا اس کو ہم face کر لیں گے۔

جناب والا! میری صرف گزارش یہ ہے کہ اس ملک کو تمام بحرانوں سے نکالنے کے لئے' ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے اور اکیسویں صدی میں ایک ترقی یافتہ ملک کی حیثیت سے داخل ہونے کے لئے سب سے پہلے آئین میں ترمیم کر کے نفاذ اسلام کا اعلان کریں۔ اس سے ہمارے انشاء اللہ تمام بحران ختم ہو جائیں گے۔ اس پر ہم کو مسلمان ہونے کے ناطے سے یقین کرنا چاہیئے۔ میں اپنے پیپلز پارٹی کے بھائیوں سے اور دوسرے بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اسلام کے اصولوں پر چل کر ' اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر اگر ہم اپنی منزل کی طرف

بڑھے تو انشاء اللہ پاکستان ایک اسلامی ٹائیگر ہونے کی حیثیت سے اکیسویں صدی میں داخل ہو گا۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ آنے والی نسل بھی ہم کو معاف نہ کرے۔ آج ہمارا غریب، غریب سے غریب تر ہو رہا ہے ۔ آج ہمارے غریب بچے ایک نوالے کو ترس رہے ہیں۔ سکول کے غریب بچوں کو ہم کپڑے مہیا نہیں کر سکتے۔ جناب والا! جب سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت کی بالادستی قائم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کی مدد مل جائے گی۔ اس میں ہماری دنیا کی اور آخرت کی کامیابی ہے۔ یہ سب چیزیں یہاں رہنے والی ہیں۔ یہاں بڑے بڑے شہنشاہ ایران ، ذوالفقار بھٹو، ضیاء الحق، فیلڈ مارشل ایوب خان جیسے لوگوں نے کیا کیا دعوے کئے لیکن آخرکار وہ اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے، ہم نے بھی جانا ہے ۔ ہمیں ایسی بنیادی یادیں چھوڑ کر جانا چاہیئے کہ آنے والی نسلیں بھی اور اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس میں راضی ہو۔ اس کی رضا کی خاطر نفاذ اسلام کا اعلان کرنا چاہیئے اور ہم سب کو عہد کرنا چاہیئے کہ ہمیں پنجگانہ نماز پڑھنی ہو گی اور اللہ کے راستے پر ہمیں نکلنا ہو گا۔ بہت بہت شکریہ ۔ مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی صفدر علی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! جن لوگوں نے حاجی صاحب پر غلط الزامات لگائے میں ان کی مذمت کرتا ہوں۔ میاں نواز شریف اور ان کے درمیان جو لوگ روڑے اٹکا رہے ہیں ان کی بھی میں مذمت کرتا ہوں۔

Mr. Presidisng Officer: This is a supporting statement by one Abbasi in favour of the other, this is not a point of order.

جی ڈاکٹر صاحب آپ کی باری کل پہلے نمبر پر ہو گی۔ اب ہاؤس کو ایڈجرن کرتے ہیں۔

The House is adjourned for tomorrow to meet at 10.00 a.m.

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the monrning on

Wednesday, May 15, 1997]